



کرامات  
حضرت عظیم  
محمد ﷺ

(حصہ اول)

مؤلفہ

محمد جلال الدین قادری

نام کتاب	_____	کراماتِ مُحدّثِ اعظمِ قدس سرّہ
مرتب	_____	مولانا جلال الدین قادری
تصحیح	_____	مولانا محمد ریاض احمد سعیدی
ناشر	_____	محمد باغ علی رضوی
اشاعتِ اقبال	_____	دسمبر ۱۹۹۶ء
مکاتبت	_____	احمد علی بھٹہ
ہدیہ	_____	

### ملنے کا پتہ

مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ  
مکتبہ سعیدیہ جامعہ قادریہ رضویہ مصطفیٰ آباد سرگودھا روڈ فیصل آباد۔  
مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد۔  
مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور۔

## پیش لفظ

زبدۃ الاولیاء العارفین قدوة العلماء الراغبین نبراس المحدثین تاج المفسرین  
 امام اہل سنت نائب اعلیٰ حضرت مولانا حاج ابو الفضل محمد سردار احمد قدس سرہ  
 کی زندگی سراپا شریعت مطہرہ کی منظر تھی۔ آپ کی ہر ادا منظر اسلام تھی۔ آپ کے  
 رُخ مبارک سے منظر اسلام نمودار تھا۔ حضور غوث الوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے  
 عاشق زار تھے۔ داتا گنج بخش حضور علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے دلدادہ تھے۔  
 حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا نوری، بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد مصطفیٰ  
 رضا نوری، صدر الشریعت حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی، تاج الکرام حضرت مولانا  
 شاہ سراج الحق گورداسپوری اور دیگر عارفان حقیقت اولیائے عظام رضوان اللہ  
 تعالیٰ علیہم اجمعین کی اداؤں کے منظر تھے۔ ان کرمیوں کی تربیت، محبت، اور ان  
 میں فنائیت نے آپ کو ایسا کریم بنا دیا جس کے مبارک ہاتھ سے بے شمار بندگان  
 حق نے حق شناسی کی دولت پائی۔ آپ کے سایہ کرم نے بہتوں کو ولی کامل  
 بنا دیا۔ آپ کے فیض تربیت نے بہتوں کو صاحب کرامت بنا دیا۔ جاوہ حق  
 پر آپ کی استقامت نے بہت سے برگشتہ راہ ہدایت کو نور ہدایت عطا فرما  
 دیا۔ آپ کی مجلس کے حاضرین اور آپ کی زیارت سے مشرف ہونے والے  
 تو ایک خاص مقام رکھتے ہی ہیں آپ کی باتیں سن کر ہزاروں ناویدہ عاشق

ایمان کی حلاوت پاتے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔۔۔ جب کہ آپ کی زندگی استقامت کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ احکام شرع سے سرِ مو تجاوز نہ فرماتے۔ استقامت کے ایسے کوہِ گراں کہ بڑے سے بڑے حوادث، مشکل حالات اور مہیب واقعات آپ کو شریعت کی راہ سے ڈرہ برابر بھی نہ ہلا سکے۔ آپ کی زندگی کے شب و روز اس پر شاہد ہیں۔۔۔ تدریس ہو یا تبلیغ، مسندِ رشد و ہدایت یا منبرِ وعظ، تصنیف و تالیف کی بات ہو یا فتویٰ نویسی ہر جگہ، ہر قدم، ہر گھڑی، ہر آن ایک ہی مدعا رہا، ایک ہی مقصد پیش نظر، کہ محبوبِ ربِّ العالمین کی ادواں پر جاں نثاری محبتِ محبوب کا درس عام ہو جائے۔ محبوب کی عظمت کے جلوے ہر طرف گونج جائیں۔ سبحان اللہ، ما شاء اللہ کتنا مبارک مشغلہ تھا۔ کیسی سعادت کی مصروفیت تھی اللہ اللہ! محبوبِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے نوازا، خوب نوازا، نوازشات کی لگاتار بارش فرمادی۔ زندگی بھر احسانات، کرامات تو ہوتے رہے مگر بوقتِ وصال وہ کمال نصیب فرمایا جسے اپنوں نے دیکھا، حاضرین نے دیکھا، غائبین نے توجہ سے سنا کہ جسدِ اطہر پر تابوتِ اقدس پر، جنازہ کی چار پائی پر دن کی روشنی میں صاف آسماں سے نور کی پھوار بارش کی صورت میں نازل ہوئی۔ یہ کیا تھا کیوں تھا۔۔۔ یہ سب سوال بے جا ہیں عیاں تھا ہر ایک پر، اپنوں کی تسکینِ خاطر تھی، لیطمانِ قلبی کے خوابوں کی حسین تعبیر تھی، بیگانوں کی ہدایت کا سامان تھا۔

سبھی اہل ایمان، آپ کو جاننے والے، آپ کو نام سے پہچاننے والے اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان فنا فی الرسول کی کی منزلِ رفیع پر فائز تھے۔ ہاں جب یہ حقیقت ہے اور یقیناً حقیقت ہے تو

آپ کی ذات کو جو بقا عطا ہوئی وہ محبوب و مکرم نبی معظم رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کا منظر تھی۔ ایک موقع پر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ وَمَمَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ - (جامع صغیر)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الطافِ کریمانہ نے حضرت شیخ الحدیث کی حیات اور وصال کو خیر بنا دیا۔ حیات کے خیر ہونے میں کسے شک؟ تاہم مقدر پر انوار و تجلیات کی بارش نے آپ کے وصال کو خیر بنا دیا۔

الحمد لله على احسانه وكرمه والصلوة والسلام على  
نبيه ورسوله وعلى عباده -

قال الله وقال الرسول (جل وعلا و صلى الله تعالى عليه وآله وسلم) سے معمور آپ کی زندگی میں بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ ان خرقِ عادت کرامات کا ایک جگہ کرنا میرے احاطہ امکان میں نہیں۔ تاہم چند کرامات کا تذکرہ پیش نظر ہے تاکہ انہیں پڑھ کر حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ کی سی سیرت اپنانے کی رغبت پیدا ہو سکے۔ تذکرہ محدثِ اعظم پاکستان کی اشاعتِ اول میں بطور برکت چند کرامات درج کی تھیں۔ وہی کرامات اس مجموعہ میں شامل کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں چند اور کرامات کا اضافہ کر دیا گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو منظور ہوا تو دیگر کرامات آئندہ پیش کر کے سعادت و برکت حاصل کر سکوں گا۔

وما توفيقى الا بالله العظيم - وصلى الله تعالى على حبيبہ الكريم و على  
آله و صحبه و اولياء ملتہ اجمعين -

فقیر قادری محمد جلال الدین عفی عنہ

کھاریاں — ۱۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

# حیات مبارکہ حضرت مولانا محمد سرمد احمد رحمۃ اللہ علیہ

## ماہ و سال کے آئینے میں

- ولادت (ویال گڑھ ضلع گورداسپور، بھارتی پنجاب میں) ۱۳۲۱ھ تا ۱۳۲۳ھ  
۶۹۰۳ تا ۱۹۰۶ء باختلاف روایات -
- پیدائشی نام، سرمد محمد -
- بریلی شریف میں دورانِ تعلیم اساتذہ کرام کی خواہش پر آپ کا نام تجویز ہوا  
محمد سرمد احمد -
- حضرت شاہ سراج الحق چشتی صابری سے بیعت (۱۳۳۳ھ، ۱۹۱۵ء)
- والدہ ماجدہ کا وصال (۱۳۳۵ھ ۱۹۱۶ء)
- والد ماجد چودھری میرا بخش کا وصال (محرم ۱۳۳۷ھ، اکتوبر ۱۹۱۸ء)
- میٹرک کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا (۱۳۴۰ھ ۱۹۲۲ء) -
- حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے لاہور میں پہلی ملاقات —  
(۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۴ء) -
- علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے لیے بریلی شریف اولین حاضر (۱۳۴۲ھ ۱۹۲۴ء)
- نجدیوں کی مدینہ منورہ پر بمباری اور ماترہ مقدسہ کے انہدام کے خلاف احتجاجی  
تحریک خدامِ احرار میں جماعتِ رضائے مصطفیٰ کے وفد  
میں شمولیت (۱۳۴۲-۴۴ھ، ۱۹۲۵ء)

- حضرت صدر الشریعہ مولانا مجد علی کے ہمراہ حصول تعلیم کے لیے جمہیر شریف  
حاضری (۱۳۴۵ھ، ۱۹۲۷ء)۔
- دورانِ تعلیم فقہی مہتموں کی ترتیب (شعبان ۱۳۴۵ھ فروری ۱۹۲۷ء)۔
- ازدواجی زندگی کی ابتدا (۱۳۴۹ھ - ۱۹۳۰ء)۔
- مدرسہ معینہ یہ عثمانیہ اجمیر میں آخری امتحان میں درجہ اول میں کامیابی (۱۳۵۱ھ  
۱۹۳۲ء)۔
- عرصہ حصول تعلیم علوم اسلامیہ (۱۳۴۲ھ تا ۱۳۵۱ھ، ۱۹۲۴ء تا ۱۹۳۲ء)۔
- حضرت شاہ سراج الحق چشتی سے خلافت پانا (شوال ۱۳۵۰ھ، مارچ ۱۹۳۲ء)۔
- حضرت شاہ سراج الحق چشتی کی نماز جنازہ میں امامت کرنا (شوال ۱۳۵۰ھ مارچ  
۱۹۳۳ء)۔
- مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں تدریس بحیثیت مدرس دوم (۱۳۵۱ھ، ۱۹۳۲ء)۔
- حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے سند حدیث کا حصول اور سلاسل طریقت  
کی اجازت و خلافت کا شرف (ربیع الاول ۱۳۵۱ھ، جولائی ۱۹۳۲ء)۔
- جمعیت خدام رضا بریلی کی تاسیس اور اس کی سرپرستی (۱۳۵۳ھ، ۱۹۳۴ء)۔
- مناظرہ بریلی میں مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کو عبرت ناک شکست دینا محرم  
۱۳۵۴ھ اپریل ۱۹۳۵ء)۔
- مدرسہ منظر الاسلام بریلی میں بحیثیت صدر مدرس (۱۳۵۴ھ، ۱۹۳۵ء)۔
- کتاب "موت کا پیغام" دیوبندی مولویوں کے نام کی تصنیف (ذی قعدہ  
۱۳۵۴ھ فروری ۱۹۳۶ء)۔
- تحریک مسجد شہید گنج لاہور کے بارے میں ایک اہم فتویٰ کی تائید (ربیع الثانی  
۱۳۵۴ھ جولائی ۱۹۳۵ء)۔

○ جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت بریلی کی تاسیس اور اس کی سرپرستی۔

(۱۳۵۶ھ، ۱۹۳۷ء)۔

○ مدرسہ منظر اسلام بریلی کا قیام، بحیثیت شیخ الحدیث تدریس کا آغاز (۱۳۵۶ھ - ۱۹۳۷ء)۔

○ بھکھی ضلع گجرات میں مولوی سلطان محمود دیوبندی کو مناظرہ میں شکست فاش

دینا (شوال ۱۳۶۱ھ، اگست ۱۹۴۲ء)۔

○ صاحبزادہ محمد فضل رسول کی ولادت (رمضان ۱۳۶۱ھ، ستمبر ۱۹۴۲ء)۔

○ احمد آباد، بھارت میں مولوی سلطان حسن سنہلی دیوبندی کو مناظرہ میں شکست فاش

دینا (ربیع الاول ۱۳۶۲ھ، مارچ ۱۹۴۳ء)۔

○ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کی نماز جنازہ کی امامت (جمادی الاولیٰ

۱۳۶۲ھ، مئی ۱۹۴۳ء)۔

○ آل انڈیا سنی کانفرنس، یوپی مراد آباد (صوبائی اجلاس) میں شرکت اور

”سنی“ کی جامع تعریف طے کرنا (شعبان ۱۳۶۴ھ، ۱۹۴۵ء)۔

○ دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں مرزائیوں کو مناظرہ میں شکست دینا (۱۳۶۴ھ، ۱۹۴۵ء)

○ پہلا حج اور مدینہ منورہ کی زیارت (ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ، نومبر ۱۹۴۵ء)۔

○ طائف شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہما کے

مزارات کی زیارت (محرم ۱۳۶۵ھ، نومبر ۱۹۴۵ء)۔

○ اجازت و سند حدیث از سید المحدثین محمد الحافظ الیقجانی (محرم ۱۳۶۵ھ، ۱۹۴۵ء)

○ اجازت و سند حدیث از تاج المحدثین عمر حمدان المحرسی (صفر ۱۳۶۵ھ، جنوری ۱۹۴۶ء)

○ قیام پاکستان کی تائید کے باعث بریلی کے فسادات میں آپ کی خبر شہادت عام



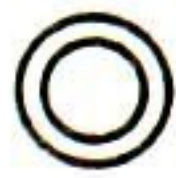
- ہونا اور شہید ملت کا خطاب پانا (رجب ۱۳۶۵ھ جون ۱۹۴۶ء)۔
- آل انڈیائی کانفرنس کے متفقہ فیصلہ، قیام پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں تائیدی بیان (جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ، مارچ ۱۹۴۶ء)
- دھاری وال ضلع گورداسپور میں خاکساروں کو مناظرہ میں شکست دینا۔ (۱۳۶۵ھ ۱۹۴۶ء)
- صاحبزادہ محمد فضل رحیم کے انتقال کے باعث آل انڈیائی کانفرنس بنارس میں عدم شمولیت (جمادی الاولیٰ ۱۳۶۵ھ، اپریل ۱۹۴۶ء)۔
- دیال گڑھ ضلع گورداسپور سے ہجرت اور بھکھی ضلع گجرات میں قیام (شوال ۱۳۶۶ھ، اگست ۱۹۴۷ء)۔
- دارالعلوم نوریہ رضویہ بھکھی میں تدریس (شوال ۱۳۶۶ھ، اگست ۱۹۴۷ء تا ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ، مارچ ۱۹۴۸ء)۔
- سارو کی ضلع گوجرانوالہ میں قیام (جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ، اپریل ۱۹۴۸ء تا رمضان ۱۳۶۸ھ، جولائی ۱۹۴۹ء)۔
- انجمن فلاح و بہبود مہاجرین کا قیام اور اس کی سرپرستی (۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء)۔
- جمعیت علمائے پاکستان کے تاسیسی اجلاس منعقدہ ملتان میں شرکت (جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ، جون ۱۹۴۸ء)۔
- بریلی شریف میں دوبارہ قیام (بغیر پاسپورٹ) جمادی الاخریٰ ۱۳۶۷ھ تا رمضان ۱۳۶۷ھ، مئی ۱۹۴۸ء، جولائی ۱۹۴۸ء)۔
- صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی سے آخری ملاقات (رجب ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۸ء)۔

- لائل پور (فیصل آباد) میں ورود مسعود (شوال ۱۳۶۸ھ، جولائی ۱۹۴۸ء)۔
- لائل پور (فیصل آباد) میں دورہ حدیث کا آغاز (شوال ۱۳۶۸ھ اگست ۱۹۴۹ء)
- جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد کا سنگ بنیاد (ربیع الاول ۱۳۶۹ھ جنوری ۱۹۵۰ء)
- مرکزی جمعیت اصلاح و ترقی اہل سنت لائل پور (فیصل آباد) کی تاسیس اور اس کی سرپرستی (۱۳۶۸ھ، ۱۹۴۹ء)۔
- صاحبزادہ غازی محمد فضل احمد کی ولادت (شعبان ۱۳۶۹ھ جون ۱۹۵۰ء)۔
- ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں کی اولین اشاعت اور اجرا پر اظہار مسرت اور اعانت (ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ، اگست ۱۹۵۱ء)۔
- تحریک ختم نبوت میں بصیرت افروز کردار (۱۳۷۲ھ، ۱۹۵۳ء)۔
- اسلامی قانون وراثت کی تصنیف (۱۳۷۲ھ، ۱۹۵۳ء)۔
- صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم کی ولادت (شعبان ۱۳۷۳ھ اپریل ۱۹۵۴ء)۔
- مرکزی انجمن فدایان رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لائل پور کی تاسیس اور اسکی سرپرستی (ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ، جولائی ۱۹۵۴ء)۔
- غرس رضوی کی قبولیت کی بشارت (صفر ۱۳۷۴ھ، اکتوبر ۱۹۵۴ء)۔
- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی سے خواب میں فیض لینا (۱۳۷۴ھ، جنوری ۱۹۵۵ء)
- امام احمد رضا کے محبوب سید ایوب علی رضوی کے لاہور میں سیلاب سے مکان کے انہدام پر ان کی مالی اعانت (ربیع الاول ۱۳۷۵ھ نومبر ۱۹۵۵ء)
- مرکزی سنی رضوی جامع مسجد لائل پور کے لیے زمین کی الاٹمنٹ فرق باطلہ کی تردید میں سرگودھا میں پہلی تقریر (۱۳۷۵ھ، ۱۹۵۵ء)۔

- زیارت مدینہ منورہ اور دوسرا حج مبارک (ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ، جون ۱۹۵۶ء)
- مولانا برہان الحق جبل پوری (خلیفہ امام احمد رضا) سے آخری بار ملاقات حج کے موقعہ پر مکہ معظمہ میں (ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ، جون ۱۹۵۶ء)۔
- شیخ الدلائل سید احمد بن محمد رضوان المدنی سے دلائل انخیرات کی اجازت (ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ، جولائی ۱۹۵۶ء)۔
- استاد محترم مولانا ذوالفقار علی دیال گڑھی کے چہلم میں لاہور میں شرکت — (جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ، ۱۹۵۷ء)۔
- ہفت روزہ (ماہنامہ) رضائے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گوجرانوالہ کی اولین اشاعت پر اظہارِ مسرت اور سرپرستی (رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ اپریل ۱۹۵۷ء)
- ہفت روزہ سوادِ اعظم لاہور کی اولین اشاعت پر اظہارِ مسرت اور سرپرستی (ذی قعدہ ۱۳۷۷ھ، ستمبر ۱۹۵۸ء)۔
- ہفت روزہ آوازِ جبریل، کوٹ رادھاکشن کی اشاعت پر اظہارِ مسرت اور سرپرستی (ذی قعدہ ۱۳۷۸ھ، مئی ۱۹۵۹ء)
- مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا (خلف اصغر اور خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) کی طرف سے جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت (ربیع الاول ۱۳۸۰ھ، اگست ۱۹۶۰ء)۔
- خلف اکبر مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کو جمیع سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت (صفر ۱۳۸۱ھ، اگست ۱۹۶۱ء)۔
- بوجہ علالت تبدیلی آب و ہوا کے لیے ہری پور میں ورود مسعود (ربیع الاول ۱۳۸۱ھ، ۱۹۶۱ء)

۱۳۸۱ھ، ستمبر ۱۹۶۱ء)۔

- خواب میں امام احمد رضا قدس سرہ سے مختلف علوم کی اجازتیں حاصل کرنا۔  
(ربیع الاول ۱۳۸۱ھ، ستمبر ۱۹۶۱ء)۔
- لائل پور (فیصل آباد) میں عرس حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اولین انعتاد  
(جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ، نومبر ۱۹۶۱ء)۔
- خلف اکبر مولانا قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کو جمیع علوم متداولہ اور  
روایت حدیث کی اجازت (شعبان ۱۳۸۱ھ، ۱۹۶۱ء)۔
- بغرض علاج کراچی میں پہلی بار ورود مسعود (جمادی الاخریٰ ۱۳۸۶ھ اکتوبر ۱۹۶۲ء)
- وصال مبارک، کراچی میں (یکم شعبان ۱۳۸۲ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء رات ایک  
بجکر چالیس منٹ پر)۔
- لائل پور میں جسد مبارک پر انوار الہیہ کی نورانی محسوس پھوہار (۳ شعبان  
۱۳۸۲ھ، ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء قبل ظہر)۔
- آخری زیارت اور تدفین (۴ شعبان ۱۳۸۲ھ، ۳۱ دسمبر ۱۹۶۲ء بعد مغرب)



# کرامات

عارف باللہ شیخ محمد آفندی ابن عابدین معروف بہ شامی (م ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء)  
کرامت اور صاحبِ کرامت کی تعریف میں یوں فرماتے ہیں :

الكرامة هي ظهور امر خارق للعادة على يد عبد  
ظاهر الصلاح ملتزم لمتابعة نبى من الانبياء  
مقترنا بصحيح الاعتقاد والعمل الصالح عنيد  
مقارن لدعوى النبوة<sup>ل</sup>

خلافِ عادتِ امر کا ظہور ایسی ہستی سے جس کا ظاہر صلاح سے مزین  
ہو، انبیاء میں سے کسی نبی علیہ السلام کی متابعت کرنے والا ہو، صحیح اعتقاد  
ہو، عمل صالح کرنے والا ہو اور دعوی نبوت نہ کرنے والا ہو، کرامت  
کہلاتا ہے۔

اس مختصر جملہ میں حضرت علامہ شامی نے کرامت کی تعریف کے ساتھ  
صاحبِ کرامت ولی اللہ کی پہچان بھی کرا دی ہے۔

عارف باللہ شیخ طریقت حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی عزمِ سرخ  
عالی ہمتی، اتباعِ سنت اور استقامت سے عبارت تھی۔ ایسی صفات کا حامل  
یقیناً ولی کامل ہوتا ہے۔ سعید طبائع اور قدسی ارواح ایسے بلند پایہ افراد کو

لہ اجابۃ الغوث بیان حال النقباء والنجاہ والابدال والاداء والغوث (رسائل ابن عابدین) مطبوعہ سہیل کیڈمی لاہور، ۱۳۰۰ھ / ۱۹۸۰ء  
ج ۲ ص ۲۷۸

احسانِ خداوندی سمجھتے ہیں اور اپنی دینی و اخروی بلکہ دنیوی امور بھی ایسی ذاتِ قدسی صفات سے وابستہ کر لیتی ہیں۔ ولایت کا یہ وہ معیار ہے جو متقدِّدینِ اولیاء اللہ کا شعار ہے۔ ایسی عزیز الوجود صفات کی موجودگی میں ظاہری کراماتِ لازمی نہیں سمجھی جاتیں۔ تاہم عوام الناس کی آسان پہچان کے لیے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے خارق العادات کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ ان خرقِ عادت امور سے عوام الناس کو بھی آپ کے ولی کمال ہونے کا یقین محکم ہو گیا۔ جدید فنِ سوانح نگاری میں خرقِ عادت کرامات کیلئے شاید کوئی اہمیت نہیں۔ بعض شخصیات پر یہ اصول درست طور پر منطبق ہے مگر بعض شخصیات وہ ہیں جن کے لیے کچھ دیگر قواعد ہوتے ہیں۔ ایسا بھی ممکن ہے بعض سوانح نگار خرقِ عادت واقعات کو بعید از قیاس خیال کر کے نظر انداز کر دیں لیکن جن حضرات کی نظر علومِ اسلامیہ پر ہے وہ کرامات کے وجود اور اس کی اہمیت سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور اولیاء کالمین کے تذکرے خارق العادت کرامات سے پُر ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زندگی اگرچہ قال اللہ وقال الرسول میں گزری۔ علومِ دینیہ کی تبلیغ و تدریس آپ کی زندگی کا سب سے بڑا وظیفہ رہا۔ اس حوالہ سے آپ کی علمی حیثیت غالب رہی، تاہم اکثر موقعوں پر آپ سے خرقِ عادت کرامات کا ظہور ہوا جو اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کی ذاتِ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھی۔ آپ کی خارق العادت کرامات اتنی کثیر ہیں کہ ان کا شمار میرے لیے ممکن نہیں اور نہ ہی اس کتاب میں ان کا بتامہ ذکر مقصود ہے۔ کاش کوئی صاحبِ دل اس طرف متوجہ ہو اور آپ کی کرامات کے واقعات کو جمع کر لے۔

بطور برکت آپ کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے :

ایک مرتبہ دورہ حدیث کے دوران شہید کی حیات کا مسئلہ بیان ہو رہا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے حیات شہدا کا مدلل بیان فرمایا۔ بعد ازاں تصوف کے انداز میں بھی اس مسئلہ پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی۔ مگر شریک درس ایک طالب علم مولانا محمد سلیم نقشبندی (حال خطیب جہاں خانوآنہ، فیصل آباد) بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے انداز میں میں نے چند سوالات وارو کیے۔ آپ نے ان سوالات کا جواب بھی دیا۔ آپ کے جوابات کچھ اس نوعیت کے تھے کہ میرے جسم کے اجزاء کانپ گئے۔ جسم میں حرکت نہ رہی۔ بالآخر میں نے عرض کیا کہ میں کروڑ مرتبہ توبہ کے بعد یہ عرض کرتا ہوں کہ حیات شہدار پر ایمان ہونے کے باوجود یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ صرف اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ حضرت کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ قرآن و حدیث کے مقابل میں اگر کوئی شخص اپنا عندیہ پیش کرتا، تو اکثر جلال کا اظہار فرماتے لیکن آج خلاف عادت مسکرا دیے اور فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کا ملین کے صدقے تمہیں اپنے وقت پر اس مسئلہ کی سمجھ آجائے گی۔

مولانا محمد سلیم نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آپ علم و فضل کے ساتھ ساتھ بیکراں روحانیت و ولایت سے بھی ممتاز تھے۔ خدام و تلامذہ کے علاوہ ملک کے طول و عرض سے مشائخ عظام بھی آپ کے ہاں تشریف لاتے تھے۔ مجھے یقین کا ل تھا کہ آپ کی خصوصی توجہ سے اس مسئلہ میں مجھے عین یقین حاصل ہو جائیگا۔ اس کا باعث ایک اور بھی تھا کہ میں آپ کے ہمراہ تبلیغی جلسوں میں حاضر ہوتا تھا۔

اسی رات کو جب میں سویا تو قسمت بیدار ہو گئی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت سے مشرف فرمایا گیا۔ حسبِ عادت آپ نے فرمایا، مولانا! سامانِ جلدی تیار کر لو، محفلِ پاک کا وقت قریب ہو گیا ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ یہ محفل کہاں ہوگی، تاںکہ لایا گیا۔ آپ سوار ہو گئے۔ میں بھی خادمانہ حیثیت سے سوار ہو گیا۔ بڑی دیر تک تاںکہ چلتا رہا، اچانک ہم اس جگہ پہنچ گئے جو دو مسجدوں (سنی رضوی جامع مسجد اور شاہی مسجد) کے درمیان ہے، کیا دیکھتا ہوں کہ کثیر مجمع ہے، سینکڑوں اکابر ملت موجود ہیں حضرت نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا، اس محفلِ مبارک میں حضور سیدنا غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ، حضور سیدنا شہاب الدین سہروردی اور دیگر سلاسل کے عظیم المرتبت حضرات موجود ہیں، ادب ملحوظ رہے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے حسبِ عادت اولیاءِ کاملین کے اسمائے گرامی بڑے ادب و احترام سے بیان فرمائے۔ یہ آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ اولیاءِ کاملین سے میرا تعارف کرایا اور آپ سٹیج پر بیٹھ گئے۔ اولیاءِ کاملین نے آپ کو وعظ کے لیے ارشاد فرمایا۔ آپ نے کھڑے ہو کر وعظ کرنا چاہا مگر حضور سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آپ کرسی پر تشریف رکھیں۔ آپ نے عرض کیا، میرے لیے یہ کیسے روا ہے؟ ارشاد ہوا جس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت خوانی کے لیے عرض کرتے تو ان کے لیے منبر بچھا دیا جاتا۔ چنانچہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے آیتِ کریمہ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ تلاوت فرمائی۔ ترجمہ کے بعد بخاری شریف کی مؤید احادیث بھی پڑھیں اور حیاتِ شہدا



کا بیان شروع فرمایا۔ دورانِ تقریر کبھی کبھی میری طرف بھی توجہ فرماتے۔ ارشاد فرمایا، حیاتِ شہداء کا ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے، جو اس کا منکر ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ — تم میں کوئی ایسا جو اپنی گردن کٹوا کر اس کا مشاہدہ کرنا چاہے اس پر ایک نو عمر لڑکا کھڑا ہوا اور عرض کی کہ میں اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی راہ میں کٹواتا ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چاقو تھا۔ آپ نے وہ مجھے عنایت فرماتے ہوئے فرمایا کہ اس کی گردن قلم کر دو۔ یہ چاقو کیا تھا گویا ایک مقناطیس تھا، ذرا سے اشارہ سے اس نو عمر کی گردن جدا ہو گئی لیکن وہ خود کھڑے کا کھڑا رہا، بلکہ کہہ رہا تھا کہ میں زندہ ہوں میری حیات میں شک نہیوالا بے ایمان ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے دوسری مرتبہ اعلان کیا کہ — ہے کوئی اور جو اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی راہ میں کٹوا کر حیاتِ جاہل کرے۔ مولانا محمد سلیم نے عرض کیا کہ حضور میں بھی شوق رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اسی چاقو سے اشارہ فرمایا کہ میری گردن سینے سے جدا ہو گئی، لیکن اس کے باوجود میں زندہ ہوں بلکہ تمام کائنات کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ میں اجباب سے کہہ رہا ہوں کہ میری طرف دیکھو کہ میں زندہ ہوں۔ اختتامِ محفل پر آپ واپس تشریف لائے۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ سردی کا موسم تھا رات کے کوئی دو بجے کا عمل تھا۔ مشائخِ کرام کی جلوہ گری اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے وعظ اور میری شہادت اور حیات کے منظر سے دل میں سرور اور لذت کی کیفیت بیان سے باہر تھی۔ کئی دن تک یہ سرور و لذت کی کیفیت رہی۔ صبح کو حسبِ معمول آپ نے حدیث کا سبق شروع کرایا، تو اسی حدیث سے جس میں حیاتِ شہداء کا بیان تھا۔ آپ نے نہایت ستر

بھرے لہجے میں فرمایا، لاشک فیہ، صدق اللہ جلد جلالہ  
 وصدق النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ترچھی نگاہوں سے  
 میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، کیوں مولوی سلیم! آیت کریمہ برحق ہے نا؟ کوئی  
 شبہ تو نہیں؟ میں نے والہانہ انداز میں عرض کیا، کوئی شبہ نہیں۔ مولانا محمد سلیم  
 نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ مجھ ایسے کتنے حضرات ہیں جو آپ کے فیضان سے  
 عین یقین اور حق یقین پاچکے ہیں۔ جب میں نے رات کو خواب کا واقعہ  
 مولانا مفتی نواب الدین مدرس و مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام، لائل پور (فیصل آباد)  
 سے بیان کیا، تو آپ نے فرمایا، ایسی باتیں تو حضرت کے لیے معمولی ہیں۔

جناب قیوم سلیم نائب صدر انجمن تاجران و چیمبرین زکوٰۃ و عشر کیٹی فیصل آباد  
 نے جناب شیخ بشیر احمد سابق چیمبرین بلدیہ فیصل آباد کی موجودگی میں بیان کیا کہ  
 میری بیوی عمر ولادت کی وجہ سے بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے علاج سے معذوری  
 ظاہر کر دی۔ لیڈی ڈاکٹر منور سلطانہ اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر منور سلطانہ نے بڑی  
 کوشش سے علاج معالجہ کیا، مگر یہ بھی بے بس ہو گئیں۔ ادھر حالت یہ تھی کہ  
 ایک ایک لمحہ میری بیوی کے لیے موت سے کم نہ تھا۔ طبی امداد سے ہم مایوس  
 ہو گئے۔ اس عالم یاس میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور حاضر ہوا  
 اور ساری داستان عرض کی۔ آپ نے دُعا فرمائی، جس کی برکت سے میری بیوی  
 کے ہاں تو ام بچے پیدا ہوئے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لیکن چند دنوں کے بعد  
 وہ دونوں بچے کیلے کی طرح خشک ہونے لگے۔ بیماری کے باعث ان کا حجم بھی

۱۔ روایت مولانا محمد سلیم نقشبندی، خطیب جہاں خانوانہ، فیصل آباد، ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

خشک کیلے کی طرح گھٹنے لگا۔ رفتہ رفتہ وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔ ہر قسم کا علاج معالجہ ناکام ہو گیا۔ میری بیوی نے سوچا کہ جن کی برکت سے ان کی ولادت آسان ہو گئی تھی، انہی سے ان کی تندرستی کے لیے دُعا کرانی چاہیے۔ چنانچہ میری بیوی حاضر ہوئی اور پردے میں رہتے ہوئے بچوں کی لا علاج بیماری کے لیے دُعا کی استدعا کی۔ آپ نے دو بینگن منگوائے، انہیں دم فرمایا اور ہدایت کی ان دونوں بچوں کو ان بینگنوں کے نیچے لٹا دیا کریں۔ الحمد للہ آپ کی دُعا اور دم سے جوں جوں بینگن خشک ہوتے گئے توں توں وہ دونوں بچے تندرست اور صحت یاب ہوتے گئے اور بچہ تعالیٰ دونوں بہن بھائی صاحبِ علم اور صاحبِ اولاد ہیں۔

صوفی حاجی عبد الحفیظ حال مقیم گارڈن کالونی، فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے چھوٹے لڑکے کے گلے میں تریبوز کایج پھنس گیا، یہ بیج خوراک کی نالی کی بجائے سانس کی نالی میں چلا گیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکے کو سانس لینا دشوار ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے دمہ کی بیماری ہو گئی ہے ہر چند کافی علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا اور نہ ہی مرض کی صحیح تشخیص ہو سکی۔

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ ان دونوں حاجی مہر الدین مقیم ہرچرن پورہ فیصل آباد کے ہاں ایک دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ میرا مکان بھی اسی محلہ میں راستہ میں تھا۔ دعوت سے واپسی پر آپ نے خادم سے فرمایا کہ یہاں ہمارے صوفی صاحب کا لڑکا بیمار ہے اس کی تیمارداری کرنی چاہیے۔ دروازہ پر دستک

۱۔ روایت جناب قیوم سلیم، مقیم ۸۹۔ بی گلبرگ، فیصل آباد۔ ۷۱۔ حجابی الاولیٰ ۶۰۶۔

دی گئی۔ اندر سے جواب آیا کہ صوفی صاحب دوکان پر ہیں۔ آپ نے باہر دروازہ پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ صوفی صاحب کے بچے کے لیے دُعا فرمائی چاہیے۔ آپ نے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور شفا کے لیے دُعا فرمائی۔ یہ نماز عصر کے بعد کا وقت تھا۔ شام کو جب صوفی عبدالحفیظ صاحب واپس گھر آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کا بیمار بچہ بالکل تندرست ہے۔ بچے نے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ یہاں جلوہ افروز ہوئے اور انہوں نے کھڑے کھڑے ہی دُعا فرمائی جس کے نتیجے میں میری سانس کی نالی میں اٹکا ہوا تروز کا بیج چھینک سے باہر آگیا اور اب میں بالکل تندرست ہوں۔ نہ سانس کی تکلیف ہے نہ بخار وغیرہ۔

یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دُعا کی برکت تھی کہ الاعلاج مرض فوراً شفا یاب ہو گیا۔

مرشدِ برحق حضرت شاہ سراج الحق قدس سرہ کے ایک مرید کا لڑکا محمد اسحق نامی نہایت آوارہ منش تھا اور عاداتِ قبیحہ کا مرتکب ہو گیا۔ والد نے اُس کو بہت سمجھایا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ والد بڑا پریشان ہوا۔ اسے اپنی پریشانی کا حل یہ نظر آیا کہ اپنے لڑکے محمد اسحق کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا مرید کرادیا جائے۔ اس طرح شاید وہ بُری حرکات سے باز رہے۔ پروگرام کے مطابق والد، محمد اسحق کو لے کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے پاس حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے اسے بیعت فرمایا۔ بیعت کے

لے روایت صوفی عبدالحفیظ مقیم گارڈن کالونی، فیصل آباد۔

بعد آپ نے حسبِ عادت نماز، روزہ اور دیگر احکامِ شرعیہ کی پابندی کا حکم فرمایا۔ اس پر محمدؐ اسحق نے بے باکانہ جواب دیا کہ مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں میں ایسا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر آپ اپنی روحانی قوت سے ایسا کروالیں تو اور بات ہے۔ بیعت کے بعد کچھ عرصہ تک محمدؐ اسحق اپنی پرانی عادت پر قائم رہا، لیکن اچانک وہ نماز، روزہ کا پابند بن گیا، بلکہ واڑھی بھی رکھ لی۔ جب اس سے والد نے اس کا باعث دریافت کیا، تو اس نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ ایک رات میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلسِ مبارک دیکھی۔ میں نے خیال کیا کہ میں بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اس ارادہ سے میں آگے بڑھا، تو حاضرینِ مجلس سے چند افراد اٹھے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیوں اور کیسے بغیر اجازت یہاں آئے ہو؟ تمہیں معلوم نہیں کہ یہاں آنے والے کے پاس سٹریفیکٹ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے مجھے مارنا شروع کیا، میرے کندھے پر ڈنڈے برسائے، چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو واقعی میرے کندھے ضربوں سے چورتھے۔ اس واقعہ کو میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت سمجھا۔ محمدؐ اسحق نے تمام برائیوں سے توبہ کر لی اب وہ لاری اڈہ فیصل آباد میں ایک ہوٹل کا مالک صوفی محمدؐ اسحق ہے۔

مولانا مفتی محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ چند سال قبل گڑھی شاہو، لاہور میں دو متحارب فریقوں میں صلح کرانے کے لیے چوہدری بشیر احمد ایڈووکیٹ کے دفتر میں بیٹھا تھا۔ وکیل صاحب نے صوفی

۱۰ قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری ہزاروی لاہور۔

معراج دین گڑھی شاہو، لاہور اور چودھری غلام رسول سے تعارف کرایا۔ چودھری غلام رسول گڑھی شاہو کے زمیندار ہیں، دو بی بیوں میں کام کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مُرید تو نہ تھے، البتہ ان کی عقیدت، مُریدوں سے کم نہ تھی۔ چودھری غلام رسول نے بتایا کہ جب میں حج کے لیے جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ ان دنوں لائل پور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے حضور اجازت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ آپ نے میری خاطر مدارات کی۔ الوداع ہوتے وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ جب مدینہ منورہ حاضری ہو تو باب جبریل کی طرف روضہ انور کے قریب آپ کو ایک بزرگ ملیں گے، ان سے معانقہ کرنا۔

چودھری غلام رسول بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ حاضری ہوئی۔ کئی روز اس بزرگ کی تلاش کی، مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ میری واپسی کی تاریخ قریب آرہی تھی اور مجھے اس بزرگ کی ملاقات کی تمنا زیادہ ہو رہی تھی۔ آخر ایک روز عشا کے بعد روضہ انور کے قریب حاضر تھا، اچانک وہ بزرگ نظر آئے۔ کشیدہ کاری والی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ میں نے جی ہی جی میں کہا کہ واہ رے قسمت، معانقہ کا ارادہ فرمایا تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ بزرگ تو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہیں۔ اس منظر سے میں بے خود ہو گیا۔ اپنے حواس پر قابو نہ رہا۔ اسی عالم میں روضہ انور کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ حسب معمول عشا کے بعد شرطے نمازیوں کو نکال ہے تھے، انہوں نے مجھے بھی نکالنا چاہا، میں نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ ذرا ٹھہریے ذرا ہوش و حواس درست ہوئے تو ارادہ کیا کہ حضرت صاحب سے پوچھوں کہ آپ یہاں کب تشریف لائے ہیں؟ مگر آپ وہاں نہ تھے۔ یاد رہے یہ واقعہ

اس سال کا نہیں، جب آپ ۱۹۵۶ء کو حج پر گئے تھے۔

چودھری محمد منیر نمبر دارچیک نمبر ۱۲۱ ج۔ ب گوکھوال ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ فروری ۱۹۶۰ء میں ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمارے ہاں تقریر کے لیے تشریف لائے۔ بعد نماز عشاء تقریر شروع ہوئی۔ اسی دوران گہرے بادل بن آئے۔ ایسا لگتا تھا کہ ابھی بارش ہونے والی ہے۔ ظاہر ہے بارش ہونے کی صورت میں جلسہ کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا، مگر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے تقریر کے ابتدا میں فرمایا:

اے بادل کے فرشتے! آپ کو معلوم ہے کہ ذکرِ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہم یہاں جمع ہیں۔ ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں تو بھی حضور علیہ السلام کا غلام ہے۔ جب تک ہم ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول ہیں، تو بارش نہ برسا۔“

آپ نے یہ کہہ کر تقریر شروع کی۔ تقریر دو گھنٹے جاری رہی۔ اس دوران بارش کی ایک بوند بھی نہ گری۔ دریاں حالیکہ گہرے بادل چھائے رہے۔ تقریر کے بعد رات کو خوب بارش ہوئی۔

اگلے روز جمعہ کے موقع پر بارش کے آثار تھے۔ سنی رضوی جامع مسجد میں کثیر مجمع حاضر تھا۔ بارش ہونے کی صورت میں صحن میں موجود نمازیوں کے لیے کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ اس موقع پر بھی آپ نے وہی ارشاد فرمایا جو رات ہمارے ہاں بادل کے موکل فرشتہ سے کہا تھا، چنانچہ دوران نماز جمعہ بارش نہ

۱۔ روایت مولانا مفتی محمد امین - فیصل آباد - ۱۰ ربیع النور ۱۳۵۵ھ -

ہوتی۔ نماز کے بعد موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔

لاٹل پور میں مولوی عبدالرحمن دیوبندی مہتمم مدرسہ عربیہ اشرف المدارس محلہ گرو نانک پورہ دیوبندی علماء کے ساتھ مل کر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ آپ کے خلاف ہمیشہ بے سرو پا الزامات کی اشاعت میں اپنی پوری کوشش کرتا رہا مگر ہر موقع پر اسے غضبِ خداوندی نے آگھیلے۔ مدرسہ عربیہ اشرف المدارس کا سالانہ اجلاس آپ کے خلاف منظم تحریک کے طور پر منعقد کروایا جاتا۔ ان اجلاسوں میں دیوبندی احرار می علماء کو اس لیے دعوت دی جاتی کہ وہ اپنے بیانات میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تبلیغی مساعی پر پانی پھیرنے کی ناپاک کوشش کریں۔ اللہ کی شان، انہیں ہر بار اپنے منصوبے پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

۱۹ تا ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ ۲۳ تا ۲۵ اپریل ۱۹۵۴ء کو مدرسہ عربیہ اشرف المدارس لاٹل پور کا پانچواں سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جلسہ کی نشست گاہ دھوبی گھاٹ مقرر تھی، موسم بالکل صاف تھا، ان دنوں (اواخر اپریل) بارش کا امکان نہ تھا، مگر دورانِ تقریر ایسی آندھی آئی اور اولے پڑے کہ جلسہ کا مکمل انتظام درہم برہم ہو گیا۔

اسی طرح مدرسہ مذکور کا چھٹا سالانہ جلسہ ۱۶ تا ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ ۱۰ تا ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا۔ ۱۱ اپریل کو قاری عبدالحق کی زیرِ صدارت قاری محمد حسین دیوبندی تقریر کر رہے تھے۔ سنیت کی تردید اور

۱۰ روایت چودھری محمد منیر نبردار، چک نمبر ۱۲۱ ج۔ ب فیصل آباد، ۱۰ ربیع النور ۱۳۰۵ھ۔



دیوبندیت کی تبلیغ کے لیے امسال قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند (بھارت) بھی مدعو تھا۔ قاری محمد حسین کی تقریر کے دوران قاری طیب جلسہ میں آئے۔ قاری طیب کے آنے پر جلسہ گاہ میں ایسی بھگدڑ مچ گئی کہ تمام انتظام معطل ہو گیا۔ بار بار کی اپیل کے باوجود مجمع سے انتشار ختم نہ ہوا۔ آخر ناظم جلسہ کو اعلان کرنا پڑا کہ قاری محمد طیب کی تقریر کل ۱۰ بجے صبح ہوگی۔ اسی دوران یہ آواز بھی سنائی دی گئی کہ یہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی کرامت ہے۔

مولانا محمد اشرف خطیب منڈی وار برٹن ضلع شیخوپورہ، ۲۷ ستمبر ۱۹۵۵ء کو حج سے واپسی کے بعد لائل پور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کے اعزاز میں بعد نماز عشاء شاہی مسجد میں ایک جلسہ کا اہتمام کروایا۔ جلسہ میں مولانا محمد شریف نے اپنا حج پر جانے کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ کچھ عرصہ پہلے میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ماجرا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا، مولانا! آپ کے گناہوں کی مغفرت دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوگی۔ دوسری مرتبہ حاضر ہوا، حجرہ مبارکہ میں بیٹھ کر رو رہا تھا۔ حضرت نے میری پشت پر دستِ شفقت رکھا اور فرمایا، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوگی اور آپ کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔ تیسری مرتبہ حاضر ہوئی آپ نے فرمایا، اب دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ضرور حاضر ہوگی۔ حج کی درخواست دے دو۔

مولانا بیان کر رہے تھے کہ میں بے زر تھا، حتیٰ کہ ان دنوں مشاہرہ بھی نہ

۱۔ نقل رجسٹر کاروائی اجلاس ہائے مخالفین - مخزونہ کتب خانہ شیخ الحدیث - فیصل آباد۔  
۲۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مل رہا تھا۔ مالی حالت کی یہ کیفیت تھی کہ روزمرہ کے اخراجات کے لیے ادھار لے رکھا تھا۔

آپ نے جب حج کی درخواست جمع کرانے کا حکم فرمایا، اس وقت صرف دو دن باقی تھے کہ جن میں درخواست جمع کروائی جاسکتی تھی۔ ان دنوں چونکہ درخواست پر فوٹو کی پابندی نہ تھی، بلکہ کسی مجسٹریٹ کی تصدیق بھی کافی تھی۔ میں چونکہ فوٹو کے جواز کا قائل نہ تھا۔ تصدیق کے لیے مجسٹریٹ کے پاس کچھری پہنچا۔ اس روز نہ ملا، دوسرے روز مجسٹریٹ مل گیا اور تصدیق کا کام بھی آسانی سے ہو گیا۔ درخواست فارم بھی وقت پر جمع ہو گیا اور زاوراہ کا انتظام بھی آسانی ہو گیا۔ یہ سب کرامت تھی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی ہے۔

ڈاکٹر محمد اسلم حال مقیم سید پور راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ لائل پور کے قیام کے عرصہ میں میری عادت یہ تھی کہ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ جب بھی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا قصد فرماتے، تو آپ کا جوتا میں حاضر کرتا۔ ایک روز بارش کی وجہ سے آپ کی نعلین بھیگ گئی۔ میں نے جیب سے رومال نکالا اور نعلین کو خشک کیا، یہ رومال میرے لیے تبرک بن گیا۔ ایک مرتبہ جب میں پنجاب یونیورسٹی کا پروفیسر تھا، دل میں رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی انتہائی تڑپ تھی۔ طبیعت اس تشنگی میں اکثر مضطرب رہتی تھی۔ ایک مرتبہ رات کو نمازِ عشاء کے بعد سر پر عمسامہ باندھا اور اس میں وہی مذکورہ رومال، جس سے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی

لے قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم ایم ایس سی انچارج افسر آب رسانی اسلام آباد۔

نعلین کو خشک کیا تھا، باندھ دیا۔ مصلیٰ پر مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو گیا اور درود شریف کا ورد شروع کر دیا۔ دل میں یہ تہیتہ کر لیا کہ جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ ہوگی، نہ بیٹھوں گا اور نہ لیٹوں گا درود شریف پڑھتے پڑھتے کافی وقت گزر گیا۔ اچانک اُونگھ آگئی اور پتہ بھی نہ چلا کہ کب اور کیسے مصلیٰ پر گر گیا ہوں۔ اسی دوران سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا اور زیارت سے مشرف فرمایا۔ بڑے جاہ و شہم سے تشریف فرما ہیں اور کسی کی آمد کے منتظر ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد ایک باجمال و باکمال ہستی حاضر بارگاہ ہونی ایسا معلوم ہوا کہ آنے والے دربارِ داتا حضور کی طرف سے ہو کر آئے ہیں۔ یہ آئیوالے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تھے جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بڑے مودب حاضر ہوئے۔ جب بیدار ہوا تو رومال والی گپڑی سر سے الگ ہو چکی تھی اور اس جگہ پڑی تھی جہاں پر جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کراتے وقت آپ تشریف فرما تھے۔

درسِ حدیث میں وقفہ کے دوران حاضرین میں سے کسی نے جرات کی اور عرض کی کہ آپ کو سرکارِ بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے انتہائی عقیدت ہے پھر بغداد شریف کیوں حاضر نہیں ہوتے۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ نے فرمایا، وہاں جانے کے لیے پاسپورٹ پر تصویر لگانا پڑتی ہے جو جائز نہیں۔ ویسے ہماری حاضری ہوتی رہتی ہے۔

اسی دوران اس شخص کو اُونگھ آگئی۔ ایسی حالت میں اس پر وجد طاری ہو گیا

لے تلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم مقیم راولپنڈی، مملوکہ فقیر قادری عفی عنہ۔

چینیں مارتا ہوا بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب اسے آفاقہ ہوا تو وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ نے اسے خاموش رہنے کی تلقین فرمائی۔ دورہ حدیث کے بعد حاضرین نے اس سے بیوش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ جب میں نے جرات کر کے بغداد کی حاضری سے متعلق دریافت کیا، تو اونگھ میں دربارِ غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری نصیب ہو گئی۔ دیکھا کہ اولیاءِ کاملین کا مجمع ہے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ وہاں موجود ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجمع میں انہیں کو دیکھ کر وجد میں آ گیا اور مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا، ندامت ہوتی کہ میں نے کس قسم کی جرات کی۔ میں ان کو ایسے مشورے دے رہا ہوں جو دربارِ غوثیت مآب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور ہی ہے۔

جناب چودھری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، فیصل آباد، حال مقیم اسلام آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ شاہین ایکسپریس گاڑی سے کراچی تشریف لے جا رہے تھے۔ بندہ خود اور دیگر بہت سے احباب لائل پور اسٹیشن پر آپ کو الوداع کہنے کے لیے موجود تھے۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ ادھر گاڑی کی روانگی کا وقت ہو گیا۔ گاڑی نے وسل کر دیا، لیکن آپ نے ارشاد فرمایا، پلیٹ فارم پر نماز پڑھیں گے، کوئی فکر نہیں گاڑی نہیں جائے گی، چنانچہ پلیٹ فارم پر نماز باجماعت ہوئی، سگنل ہو چکا تھا، گاڑی مسلسل وسل کر رہی تھی، مگر جب تک نماز ختم نہ ہوتی گاڑی نہ چلی۔ جب حضرت صاحب فسٹ کلاس میں بہ اطمینان سوار

لے قلمی یادداشت ڈاکٹر محمد اسلم مقیم راولپنڈی -

ہو گئے تو گاڑی چل پڑی۔ ہمیں خیال ہوا کہ شاید ریوے کا کوئی ذمہ دار افسر آپ کا معتقد ہوگا اس لیے گاڑی نے انتظار کیا، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ کوئی عارضی نقص پیدا ہو گیا تھا، اس لیے گاڑی آپ کے نماز پڑھنے تک رُک رہی ہے۔

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ملنے والے سرنگیر کے ایک رئیس ہمارے ہاں لائل پور میں تشریف لائے۔ ان کی اہلیہ کو کچھ دیرینہ مرض تھا، بلکہ انہیں گمان تھا کہ آسیب وغیرہ کا کوئی اثر ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابھی آپ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس لیے چلتا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ افاقہ ہو جائے گا میں نے اپنے منشی شوکت علی کو بھیجا کہ پتہ کرے کہ حضرت صاحب گھر موجود ہیں؟ اگر موجود ہیں تو انہیں لینے کے لیے حاضر ہونے کی اجازت لے کر آئے، چند منٹ بعد میرا منشی بھاگتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب آپ کی طرف آرہے ہیں۔ میں اسے ناراض ہوا کہ تم نے غلطی کی۔ حضرت صاحب کو کیوں تکلیف دی، ہم خود حاضر ہونا چاہتے تھے۔ منشی نے کہا کہ حضرت صاحب تو پہلے ہی آپ کی طرف آرہے تھے اور مجھے دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ ہم چودھری صاحب کی طرف جا رہے ہیں، اتنے میں حضرت صاحب جلوہ افروز ہوئے اور مہمان مرینہ کو دم کیا۔ آپ کی برکت سے وہ صحت یاب ہو گئی ہے۔

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ میں اور خان محمد عمر خان ایڈووکیٹ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے ساتھ نماز تراویح ادا کیا کرتے تھے۔ نماز تراویح سے فارغ ہو کر میں اپنے گھر آ جایا کرتا تھا اور خان صاحب اپنے گھر

۱۔ قلمی یادداشت چودھری مختار احمد انور، ایڈووکیٹ، مقیم اسلام آباد، ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء۔  
۲۔ ایضاً۔

چلے جاتے۔ ایک روز خان صاحب کہنے لگے کہ آج نماز تراویح کے بعد جھنگ بازار  
 ولے صوفی کی دکان سے تازہ جلیبی کھائیں گے۔ نماز تراویح کے اختتام اور نماز  
 وتر سے قبل ایک طالب علم نے مجھے آکر کہا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ نماز  
 کے بعد ان کو مل کر جائیں۔ گرمی کا موسم تھا، میں اور خان صاحب حضرت صاحب  
 کے ارشاد کے مطابق اوپر چھت پر چلے گئے جہاں پر حضرت صاحب اکثر ملاقات  
 فرمایا کرتے تھے۔ اتنے میں صوفی کی دکان سے تازہ جلیبی آئی، حضرت صاحب  
 بھی تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ صوفی کی دکان کی تازہ جلیبی کھائیں۔

موصوف الذکر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں نماز تراویح کے لیے  
 حضرت صاحب کے پاس جانے لگا، تو میرا لڑکا بصد ہوا کہ وہ بھی ساتھ جائیگا۔  
 میں نے سوچا کہ وقت زیادہ لگتا ہے، چھوٹے سے بچے کو کون سنبھالے گا۔ بچے کی  
 والدہ مجھے کہنے لگی کہ آپ بچے کے لیے حضرت صاحب سے پھولوں کا ہار لائیں  
 میں نے کہا ٹھیک ہے، میں ہار لاؤں گا۔ اس پر بچہ راضی ہو گیا۔ جب میں مسجد  
 پہنچا تو آندھی چلی اور بجلی نفل ہو گئی، ابھی نماز عشا شروع نہ ہوئی تھی کہ ایک  
 طالب علم اندھیرے میں پوچھتا پھر رہا تھا کہ وکیل صاحب کہاں ہیں۔ اندھیرے  
 میں اُس کی آواز سن کر میں نے اسے اپنے پاس بلا لیا اور پوچھا کیا بات ہے؟  
 اُس نے کہا کہ حضرت صاحب نے آپ کے بچے کیلئے پھولوں کا ہار بھیجا ہے۔  
 میں نے وہ ہار لے لیا اور نماز کے بعد بچے کے لیے گھر لے گیا۔

موصوف الذکر ہی بیان کرتے ہیں کہ مخالفین اہل سنت نے حضرت شیخ الحدیث

۱۔ قلمی یادداشت چودھری مختار احمد انور ایڈووکیٹ، محرمہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء۔  
 ۲۔ قدس سرہ۔

کے خلاف بہت سازشیں کیں، مگر بجزہ تعالیٰ سب ناکام رہیں۔ ایک دفعہ موسم سرما میں رات کے گیارہ بجے ایک شخص جامعہ رضویہ میں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ اس وقت حضرت صاحب اکیلے جامعہ کی بالائی منزل کے ایک کمرہ میں محو مطالعہ تھے۔ طالب علموں نے کوئی احتیاط نہ کیا اور اس شخص کو حضرت صاحب کے کمرہ میں بھیج دیا۔ اس شخص نے چادر اوڑھی ہوئی تھی اور ایک خنجر اس میں چھپایا ہوا تھا۔ وہ حضرت صاحب پر قاتلانہ حملہ کی نیت سے آیا تھا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو آپ کی ہیبت سے تھر تھر کانپنے لگا۔ حضرت صاحب نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس وقت اس کا چھپا ہوا خنجر زمین پر گر پڑا۔ وہ شخص رونے لگا۔ بڑی عاجزی سے معافی مانگنے لگا۔ حضرت صاحب نے اسے معاف فرما دیا۔ اسی وقت وہ شخص آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گیا۔ اس شخص کے بتانے پر انکشاف ہوا کہ مخالفین اہل سنت نے علمی محاذ پر شکست فاش کھا کر آپ کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔

قدوة العارفين حضور و آتائے گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کے مزار پر انوار سے اہل عقیدت کی توجہ ہٹانے کے لیے مولوی احمد علی امیر انجمن خدام الدین، شیر نوالہ لاہور، نے ایک چال چلی اور اعلان کیا کہ حضرت و آتائے گنج بخش قدس سرہ کا مزار بادشاہی مسجد کے بالمقابل ہے۔ موجودہ مزار حضرت و آتائے گنج بخش قدس سرہ کا نہیں۔ مولانا احمد علی نے اپنی متعدد تقاریر میں کہا کہ انہیں شاہی قلعہ لاہور میں انوار برستے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ متعدد بار ان سے وضاحت طلب کی گئی، تو انہوں نے بتایا

لے قلمی یادداشت چودھری مختار احمد انور ایڈورکیٹ، محرمہ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء -

کہ یہ انوار حضور داتا گنج بخش منظر نور خدا فیض عالم پر برستے ہیں جو اس قلعہ میں مدفون ہیں۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے بیان کیا :

”مجھے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل جو نور فرست بختا ہے، اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ راز میرے سینے میں لوح محفوظ کی طرح محفوظ ہے کہ حضرت داتا صاحب کا مزار کس جگہ ہے اور میں بحمد اللہ اس بات پر قادر ہوں کہ آپ کو انگلی رکھ کر یہ بتا سکوں کہ آپ کا سر کہاں اور پاؤں کہاں ہیں۔“ لے

انہی ایام میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ایک جلسہ کے خطاب کے دوران مولوی احمد علی کی اس سازش سے لوگوں کو آگاہ فرمایا :

چراغے را کہ ایزد برفروز  
ہر آں کو تلف کند ریشش بسوزد

آپ نے مولوی احمد علی کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا، اے وہابی! آ میرے ساتھ چل کر موجودہ دربار داتا میں قبر انور کے سامنے کھڑا ہو، اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر فرما دیا کہ میری قبر یہی ہے تو مان لینا اور اگر حضور داتا صاحب نے قبر سے اٹھ کر نہ فرمایا تو میں خود اعلان کروں گا کہ اے لوگو! آ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ کی قبر مبارک قلعہ میں ہے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے اس پُر اعتماد بیان نے مولوی احمد علی کو

لے روزنامہ آفاق لاہور یکم فروری ۱۹۵۹ء، ص ۲، بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ - گوجرانوالہ -  
۳ شعبان ۱۳۷۸ھ، ص ۷ -



حیرت میں ڈال دیا۔ اب اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ خود اعلان کرے کہ موجودہ مزارِ داتا صاحب کا ہی ہے۔<sup>۱</sup>

حاجی نیک محمد خازن مسجد سبحان اللہ، غلام محمد آباد، فیصل آباد کی پہلی زندگی گناہوں سے آلودہ تھی۔ سینما بینی کی عادتِ بد انہیں ایسی تھی کہ ہر ہفتہ اسے پورا کرتے۔ اسی حالت میں وہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں بھی کبھی کبھی حاضر ہوتے۔ ایک موقع پر آپ نے حاجی صاحب مذکور سے دریافت فرمایا کہ آپ سینما تو نہیں دیکھتے۔ حاجی صاحب خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا کہ جتنے پیسے تم سینما بینی پر خرچ کرتے ہو انہیں بچا لیا کرو اور کچھ پیسے اور ملا کر لاہور حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دے لیا کرو۔

حضرت صاحب کے ان کلمات میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ حاجی صاحب اسمِ بامسمیٰ بن گئے۔ سینما بینی کی عادت ترک کر دی۔ نماز پنجگانہ کے عادی بن گئے اور دربارِ داتا میں اکثر حاضری دینے لگے۔<sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> روزنامہ زمیندار، لاہور، ۵ فروری ۱۹۵۹ء، بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

<sup>۲</sup> گوجرانوالہ۔ مہ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ، ص ۷۔

<sup>۳</sup> روایت مولانا محمد بخش، مدرس جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ۔

در زندگی تو لاف کرا مت چہ می زنی  
ایماں اگر بگور ببری صد کرا مت است

جناب بابو عبدالرشید بھوانوی، کالونی ملز اسمعیل آباد ملتان میں اور سیز کے عہدے پر فائز تھے اور تیس برس سے زائد عرصہ ہوا وہیں مقیم تھے۔ حضرت محدث اعظم قدس سرہ جب بھی ملتان تشریف لے جاتے تو بسا اوقات اسمعیل آباد میں بابو عبدالرشید بھوانوی کے ہاں قیام فرماتے۔ اور سیز مذکور کی عادت تھی کہ جب بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز ان کے ہاں قیام کے دوران غسل فرماتے تو وہ استعمال شدہ کپڑے تہرک کے طور پر اپنے پاس رکھ لیتے اور نئے کپڑوں کا جوڑا پیش کرتے۔

اور سیز صاحب مذکور کسی جھوٹے مقدمہ میں ملوث ہو گئے۔ کافی عرصہ مقدمہ چلتا رہا لیکن فیصلہ نہ ہوا۔ کافی وقت بھی خرچ ہوا، سرمایہ بھی ضائع ہوا، اس لیے اوو سیز صاحب کافی پریشان رہنے لگے۔ ایک دن انہوں نے تازہ وضو کیا، مصلے بچھایا، دو رکعت نماز نفل ادا کر کے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی استعمال شدہ بنیان سامنے رکھی، بعد ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں بصد عجز و نیاز یوں دعا مانگی :

”اے خدائے قدوس! میرے سامنے تیرے ولی کامل کی بنیان ہے، جس کی یہ بنیان ہے وہ تیرا محبوب و مقبول ہے۔ بلکہ فنا فی الرسول ہے۔ لہذا اپنے ولی کامل کی اس بنیان کے صدقے میری مشکل اور پریشانی اسی طرح حل فرما جس طرح تو نے محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشکل حل فرمائی تھی۔“

تاکہ اس جھوٹے الزام اور مقدمہ میں میری نجات ہو جائے۔“  
 بعد ازاں بابو عبدالرشید آئندہ پیشی بھگتے جب پکھری میں گئے تو حج نے نہیں  
 مقدمہ سے باعزت بری کر دیا۔ اس طرح ان کی دیرینہ مشکل حضرت شیخ الحدیث  
 قدس سرہ کی استعمال شدہ بنیان کی برکت سے حل ہو گئی۔

یاد رہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا جب بھی تذکرہ چھڑتا  
 ہے تو بابو عبدالرشید اس واقعہ کو بڑے محبت بھرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔  
 لائل پور (فیصل آباد) کے غیر مقلدین نے دھوبی گھاٹ میں ”اہل حدیث  
 کانفرنس“ منعقد کر کے مجبوبان الہی بالخصوص حضرت سیدنا امام الائمہ امام عظیم رضی اللہ  
 عنہ کی شانِ رفیع میں اپنے بغضِ باطنی کا اظہار کھل کر کیا۔ اس کے جواب میں حضرت  
 شیخ الحدیث قدس سرہ نے باوجود علالتِ طبع کے ایک عظیم الشان تین روزہ اجتماع  
 کا اہتمام کروایا۔ اس روحانی و تبلیغی اجتماع کے لیے متعدد نام اجاب نے تجویز کیے۔  
 آپ نے فرمایا، — ”ایسا ہی ہونا چاہیے کہ مخالفین اس کے نام سے بھی جلسیں  
 اور کام سے بھی۔“

چنانچہ اس کا نام آپ کی تجویز پر ”عرس امام عظیم ابو حنیفہ قدس سرہ العزیز“  
 طے پایا۔ یہ عظیم الشان اجتماع ۹ تا ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ، ۲۴ تا ۲۶ نومبر ۱۹۶۱ء  
 کو دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا۔ اس عظیم الشان اجتماع کی نظیر لائل پور کی تاریخ

۱۔ قلمی یادداشت محمد رفیق شاہد قادری محرر جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد۔ مخزن جامعہ رضویہ فیصل آباد۔  
 ۲۔ روایت مولانا پیر محمد فضل رسول حیدر رضوی، زینب آستانہ عالیہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کہ اس  
 خوبصورت اشتہار کی نظیر اشاعتی میدان میں شاید ہی مل سکے۔ فقیر قادری عفی عنہ۔

۳۔ روایت مولانا پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی مدظلہ۔

میں نہیں ملتی۔ ”عرس امام اعظم رحمہ اللہ“ کے اس اجلاس میں ملک بھر کے بے شمار جید مشائخ عظام اور جلیل القدر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔ عرس مذکورہ کیلئے خوبصورت کتابت، عمدہ کاغذ اور اعلیٰ طباعت کے ساتھ طویل و عریض اشتہار شائع فرمایا۔

عرس امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کے اس اولین انعقاد پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے ارشاد فرمایا :

”اب یہ عرس مبارک ہمیشہ ہوتا رہے گا۔“

وصال کے بعد یہ راز کھلا کہ واقعی عرس امام اعظم اور عرس محدث اعظم قدس سرہما العزیز یک جا بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا انشاء اللہ العزیز۔

مولانا حافظ عبدالرشید جھنگوی مدظلہ العالی خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد بنیان فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز جامعہ رضویہ منظر اسلام، مسجد بی بی جی مرحومہ بریلی میں دورہ حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے، میں نے بھی آپ سے وہاں دورہ حدیث شریف پڑھا ہے۔ مستقل دارالحدیث نہ ہونے کی بنا پر طلبہ دورہ حدیث شریف ایک برآمدے میں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ دوران تدریس بارہا ایسا ہوتا کہ دن کی روشنی میں برآمدے میں ایک ایسا نور ظاہر ہوتا جس سے سورج کی روشنی مدہم پڑ جاتی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی تدریس کی برکت سے دن میں ایک دو مرتبہ ایسا نور ظاہر ہوتا تھا۔

لے قلمی یادداشت ضوفی عم دراز قادری، مقیم پانی غلہ منڈی فیصل آباد، محررہ ۹ ستمبر ۱۹۷۲ء۔  
مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

لاٹل پور (فیصل آباد) میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی تشریف آوری سے شہر کے کونے کونے میں محافل میلاد شریف منعقد ہونے لگیں۔ لوگ جوق در جوق ان محافل مبارکہ میں شریک ہو کر اپنے ایمانوں کی جلا کا سماں مہیا کرتے۔ مجمع حدنگاہ تک پھیل جاتا، جس میں کوئی تلام نہ ہوتا۔ اگر کوئی موج اٹھتی تو وہ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کی ہوتی۔ آپ کی نورانی تقاریر میں بالعموم شعر و شاعری نہ ہوتی تھی۔ اسی نوعیت کی ایک محفل میلاد کا انعقاد گھنٹہ گھر حبیب بازار میں کیا گیا۔ بعد نماز عشاء نعت خوانی کے بعد آپ کا نورانی بیان شروع ہوا، خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا :

”حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں مگر بے مثل۔ اور بشر بھی بے مثل ہیں۔ نہ انسانوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ہے اور نہ نوریوں میں ایسا کوئی نور ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ہو۔“

تقریر جاری تھی، تقریباً آدھ گھنٹہ بعد آپ کی توجہ دائیں طرف لگی ہوئی ایک ٹیوب کی طرف ہوئی، یہ ٹیوب کسی فنی خرابی کے باعث کبھی چلتی، کبھی بچھ جاتی تھی۔ آپ نے ٹیوب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا :

”ارے ٹیوب! تو کبھی چلتی ہے، کبھی بچھتی ہے۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے تمام جہاں روشن ہو گیا۔ اور تو کیوں ناشکر بنتی ہے۔ خبردار! خبردار! تو بچھی تو۔“

آپ کے اس ارشاد سے نعرہ رسالت کی گونج پڑ گئی۔ تمام حاضرین نے

ملاحظہ فرمایا کہ وہ ٹیوب اختتامِ جلسہ تک متواتر روشن رہی۔

۱۷ قلمی یادداشت ضوئی محمد راز قادری، مقیم اپنی غلہ منڈی، فیصل آباد۔ محرم ۹ ستمبر ۱۹۷۷ء، مخزن جامعہ ضوئی فیصل آباد۔

جناب محمد ابراہیم قادری رضوی مقیم چک نمبر ۵، کمال پور، لائل پور نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہابیوں نے ایک لمبا چوڑا سوال نامہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا۔ اس سوال نامہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات پر اعتراضات لکھے تھے اور ساتھ ہی لکھ بھیجا کہ :

”اگر ان اعتراضات کا جواب آپ دے دیں تو ہماری عورتوں کو طلاق۔

اور اگر آپ جواب نہ دے سکیں تو آپ کی بیوی کو طلاق۔“

اس سوال نامہ پر بہت سے وہابی مولویوں نے دستخط کیے تھے۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے اس کا انکشاف جمعۃ المبارک کے موقع پر کیا اور وہابیوں کی جہالت کو بے نقاب کیا کہ اگر جواب دے دیئے تو ان کی عورتوں کو طلاق ہو جائے گی اور تقیہ ہو جائے گی کہ انہوں نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اور اگر بالفرض ان سوالوں کے جواب نہ دے سکوں تو میری اہلیہ کو ہرگز (ان کے کہنے کے مطابق) ہرگز طلاق نہ ہوگی۔ کیوں کہ اسے میں نے تسلیم ہی نہیں کیا۔ وہابیوں کا یہ لکھنا سراسر جہالت ہے۔

پھر فرمایا :

إِنَّ الْوَهَابِيَّةَ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ -

جمعۃ المبارک کی تقریر کے دوران یہ بیان جاری تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے، سخت بارش کا امکان پیدا ہو گیا۔ بوندا باندی بھی شروع ہو گئی۔ ان دنوں مسجد میں چھت کا اہتمام نہیں تھا۔ تمام نمازی کھلے میدان میں جو نظارہ تھے۔ بارش شروع ہونے کی صورت میں نمازیوں کے خلل اور بے چینی کے پیش نظر

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا :

”بادلو! ٹھہر جاؤ۔ وہابیوں کی عورتوں کو طلاق ہو لینے دو، بعد میں برسات“

محمد ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے ایک ایک سوال کا جواب دیا اور وہابیت کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا کہ حاضرین عیش کراٹھے اور علی وجہ البصیرت جان لیا کہ مذہب اہل سنت و جماعت ہی حق ہے۔ اس کے علاوہ جتنے فرقے ہیں سب غلط اور باطل ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی یہ کھلی کراہت تھی کہ دوران بیان بارش بند رہی۔ جمعہ المبارک سے فارغ ہوتے ہی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔

مولانا مفتی محمد ریاض الدین سابق مدرس جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے جن دنوں جامعہ رحمانیہ ہری پور میں مقیم تھے، ان دنوں جامعہ رحمانیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ کافی اجتماع تھا۔ شدید قسم کی بارش آجانے کی وجہ سے جلسہ ناکام ہونے کا احتمال پیدا ہو رہا تھا۔ آپ نے مجھے ایک تعویذ عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ اسے بارش میں لٹکا دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی، بفضلہ تعالیٰ بارش رک گئی۔ اس طرح یہ اجتماع نہایت کامیاب رہا۔ حاضرین نے آپ کے تصرف کو ملاحظہ کیا۔

سند الاصفیاء معتمد الاقویاء۔ اشرف الفضلاء حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی آمد سے پہلے لال پور کی مخدوش مذہبی حالت کے پیش نظر اکثر اہل نظر اس شہر

لے قلمی یادداشت نائب صوبیدار مختار احمد قادری، سانگلہ بل ضلع شیخوپورہ۔ محترمہ ۳۰۔ جب الربیع الثانی ۱۳۹۳ھ مخزنہ جامعہ رضویہ منظر اسلام، فیصل آباد۔

لے قلمی یادداشت مولانا مفتی محمد ریاض الدین، محترمہ ۳۰۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

میں سکونت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن آپ کے درود مسعود سے لال پور کی  
فضا کس طرح محبت و عشق کا مرکز بنی۔ اس کے لیے تقسیم برصغیر کے بعد بظاہر  
ہجرت سبب بنی، مگر اس کا فیصلہ تو بہت پہلے ہو چکا تھا۔ ”صاحبانِ وقت“  
اولیائے کاملین نے اس اُبھی ہوئی گتھی کو کس طرح سلجھایا؟ اس سے جناب  
صوفی محبوب عالم بن صوفی عبدالرحمن فیصل آبادی اپنے ایک اعتراف کے دوران  
کے بیان سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ جناب صوفی محبوب عالم لکھتے ہیں :

بندہ کے اسٹاؤ انگلز یہ جناب مولوی صوفی فتح دین صاحب مدظلہ فرماتے  
ہیں کہ شروع میں بندہ دربارِ غوثیہ حاضر ہوا اور التجا کی کہ بندہ کو آپ کے پاس  
یا مسجد نور، طارق آباد (خالص صحیح العقیدہ تنہائتی مسجد) کے اردگرد جگہ مل جائے  
تو ہما۔ فرمایا، صبر کرو، انشاء اللہ شہر لال پور کو ”بھاگ“ لگنے والے ہیں۔ الحمد للہ  
حضور آقائے نعمت سیدی مرشدی مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ کا  
درود مسعود ہوا۔ دل باغ باغ ہو گیا، ساری حسرتیں جاتی رہیں۔ لیکن فرقِ باطلہ  
کا رو بلیغ سن کر سخت کوفت ہوئی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ آپ کے پاؤں ہی نہ جمنے دیں  
فوراً حضرت کرمانوالی سرکار (حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب، نزو اوکاڑہ) کے  
حضورِ حاضری دی۔ مدعا عرض کیا۔ فرمایا :

”یہ ایک بھید جسے ظاہر نہ کرتا، لیکن تمہارے اصرار پر کہتا ہوں حضرت مولانا  
(محدثِ اعظم) علیہ الرحمہ ایک روز بریلی شریف میں آرام فرماتے تھے۔ قسمت  
نے یاوری فرمائی، حضور سید ابوالحسن علی بن عثمان داتا، جویری قدس سرہ  
رونق افروز ہونے اور زبان فیض ترجمان سے فرمایا، سردار احمد! آج تم جیسے



بیٹلی میں سوتے ہوئے ہو، سوتے رہے تو سر زمین لال پور ہمیشہ کے لیے  
سوئی رہے گی۔ اٹھو اور اسے جگا دو۔" ولی را ولی مے شناسد -

استاد صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا :  
"دیکھ لو، بھیجا کس نے ہے۔ انشاء اللہ وہی حفاظت فرمائیں گے۔"

اس بات کی تائید حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ کا مدینہ منورہ سے تحریر شدہ  
گرامی نامہ بھی کرتا ہے۔

چودھری فضل حسین ابن چودھری احمد یار چک نمبر ۱۱۸ ہاٹھ (فیصل آباد) کے  
برادر خور و مولانا مشاق احمد فضل جامعہ رضویہ فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ ایک روز  
لاہور شہر میں حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر پر تاثیر کا پروگرام تھا۔  
تقریر کی تاریخ معینہ جب آئی تو میرے برادر کبیر تھانہ گڑھی شاہو (لاہور) میں حوالدار  
کے منصب پر تھے۔ جب انہوں نے آپ کی تقریر کا اعلان سنا تو اپنے ایک دوست  
سے کہنے لگے کہ گڑھی شاہو کے قریبی محلہ میں لال پور کے مولانا سر احمد صاحب  
کی تقریر ہو رہی ہے۔ آپ عاشق رسول، مرد درویش، عالم باعمل اور ولی اللہ ہیں  
قابل ذکر بات یہ ہے کہ اُس دن ہوا بند ہونے کی وجہ سے سخت گرمی اور حبس  
کی شدت تھی۔ چودھری صاحب کے پولیس والے دوست اپنی روایات کے  
مطابق اصرار کرنے لگے کہ اگر مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں تو یہ گرمی اور  
حبس ختم ہو جائے اور ٹھنڈک ہو جائے۔ اس کی یقین دہانی کراؤ گے تو ہم پولیس  
گے۔ بالآخر چودھری صاحب نے اللہ و رسول (جل جلالہ، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۱۔ قلمی یادداشت صوفی محبوب عالم، فیصل آباد، محرمہ ۲۳، رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ۔  
مخبر: جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

کے توکل پر وعدہ کیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ مولانا صاحب کے ولی اللہ ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ رہا معاملہ ناموس ولی کا، تو وہ اللہ تعالیٰ محافظ و نگہبان ہے۔ اس طرح چودھری صاحب اپنے اجاب کی معیت میں جلسہ گاہ کی طرف چل دیئے۔ چودھری صاحب حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ جو نہی ہم جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوتے، موسم میں تبدیلی کا آغاز ہو گیا۔ بتدریج موسم تبدیل ہوتا گیا، جب ہم جلسہ گاہ پہنچے تو یہ عالم تھا کہ مطلع ابر آلود تھا، ہلکی ہلکی بوند باندی ہو رہی تھی۔ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر و پذیر شروع تھی۔ آپ "ولی کی دعا اور اسکی اجابت" بیان فرما رہے تھے۔ چودھری صاحب کا کہنا ہے کہ میرے دوستوں نے جب یہ سماں دیکھا تو نہایت متاثر ہوئے اور بیک زبان مجھ سے کہنے لگے :

"مولانا صاحب واقعی ولی اللہ ہیں"۔

مولوی سجاد حسین ابن حیدر علی سدھو پورہ، فیصل آباد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے تصرفات کے ضمن میں ایک کرامت کا تذکرہ کرتے ہیں جس میں آپ کی ولایت اور مقام محبوبیت عیاں ہوتا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ چک نمبر ۱۲۳ (فیصل آباد) کا واقعہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے بعض طلبہ سے ایک گستاخ و ہابی نے درود شریف "الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ" کے متعلق بعض گستاخانہ گفتگو کی۔ کج بحثی کے دوران کہنے لگا کہ یہ تو بناوٹی درود ہے (نعوذ باللہ) اور یہ کشمیری درود ہے (اس لیے کہ اس بحث میں حصہ لینے والے طلبہ کشمیری تھے)۔ یہ کہنا تھا کہ نہ صرف اسے فاج ہو گیا، بلکہ قوت گویائی

۱۔ قلمی یادداشت مولانا مشتاق احمد، فیصل آباد۔ محرمہ ۱۹۹۲ء مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔

سے بھی محروم ہو گیا۔ اس نے اپنے مرض کا بہتر علاج کروایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا بدستور فاج میں مبتلا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد سدھو پورہ کے سنی حضرات نے حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی تقریر کا پروگرام بنایا۔ حضرت تقریر کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ اس منکر و رُود شریف کے قریبی رشتہ دار حضرت والا درجبت کی خدمت باکرامت میں حاضر ہوئے اور دست بستہ فریاد کرنے لگے کہ حضور اسے تجدید ایمان کی دولت سے مشرف فرمائیں اور اس کے لیے دُعا فرمائیں۔ آپ کی رضا مندی کے بعد اس گستاخ منکر و رُود مریض کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو! اس نے اشارہ سے ہاں میں جواب دیا۔ بعد ازاں حضرت صاحب علیہ الرحمہ نے دُعا کے لیے اپنے مبارک ہاتھ بلند فرمائے اور اس کے لیے دُعا خیر فرمائی۔ آپ کی دُعا کی برکت سے وہ مریض بتدریج تندرست ہو گیا۔ اس کا فاج ختم ہو گیا۔ آپ کی دُعا کی یہ تاثیر حاضرین نے بچشم سر و کبھی کہ آپ نے دُعا ختم فرمائی ادھر وہ نو مسلم دیکھتے ہی دیکھتے تندرست ہو گیا۔<sup>۱</sup>

مولانا سجاول حسین موصوف الذکر فرماتے ہیں کہ غالباً ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے جب کہ میں جامعہ رضویہ فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا۔ ان دنوں میں شرح ملاً جامی اور ہدایہ وغیرہ کتابیں پڑھتا تھا۔ آدم چوک، غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد میں منعقد جلسہ سننے کے لیے وہاں گیا۔ جلسہ کا سٹیج چوک میں لگایا گیا جو کہ خوب مزین تھا۔ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ رحمۃ المنان کی تقریر کا پروگرام تھا۔

۱۔ نقلی یادداشت مولوی سجاول حسین سدھو پورہ، فیصل آباد۔ محررہ ۱۳۹۲ھ۔ مخزن جامعہ رضویہ فیصل آباد

نمازِ عشا کے بعد نعت خوانی شروع ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سخت آندھی آگئی۔ بادل چھا گئے۔ یہ دیکھ کر حاضرین جلسہ منتشر ہونے لگے۔ منتظمین جلسہ نے حضرت محدثِ اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کی، حضور! آندھی سے جلسہ کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آپ تقریر کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ کرسی پر جلوہ افروز ہوتے اور آغازِ تقریر کے طور پر دُعا کے لیے بارگاہِ رب العزت میں ہاتھ بند کیے۔ دُعا کے کلمات کچھ اس طرح کے تھے، ”اے خدائے قدوس! ہم یہاں تیرے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ خیر کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ اس آندھی اور تند و تیز ہوا کو دُور فرما اور مطلع کو صاف فرما دے۔“

ابھی آپ دُعا مانگ ہی رہے تھے کہ یک سخت آسمان صاف ہو گیا، آندھی رُک گئی۔ اس پر حاضرین نے اطمینان محسوس کیا، اور جلسہ میں آپ کی تقریر و پذیرِ خوب ہوئی۔ اس طرح آپ کی دُعا کی برکت سے یہ جلسہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچا۔

جناب محمد رفیق شاہد القادری منصرم دفتر دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ العزیز کی ایک کرامتِ باسعادت کو بیان کرتے ہیں جس میں آپ نے ایک بد عقیدہ نام نہاد پیر کی بد عقیدگی کو اپنے تصرفِ باطنی سے واضح کر دیا۔ شاہد القادری لکھتے ہیں :

راؤ خورشید علی چک بیدی ضلع ساہیوال کے رہنے والے ہیں۔ موصوف

لہ قلمی یادداشت مولوی سجاد حسین سدھو پورہ، فیصل آباد۔ مئی ۱۹۹۲ء۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

پہلے ملازم سمیع آباد ملتان میں ملازم و مقیم تھے اور لاڑکانہ کے کسی بد عقیدہ پیر کے مُرید تھے۔ حسن اتفاق سے راؤ صاحب کے میرے والد ماسٹر عبیدو خاں قادری سے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں میرے والد صاحب نے راؤ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کن سے بیعت ہیں۔ راؤ صاحب نے اپنے پیر کی نشاندہی کی۔ والد صاحب نے کہا کہ آپ کے پیر کے متعلق تو مشہور ہے کہ وہ بد عقیدہ ہے۔ آپ صحیح العقیدہ سنی ہیں، پھر یہ بیعت کیوں کر۔ راؤ صاحب نے کہا کہ اطمینان کیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس پر والد صاحب نے کہا حضرت شیخ الحدیث قدس اللہ سرہ آپ کو خواب میں صحیح حال سے مطلع فرمادیں تو اطمینان ہو جائے گا؟ راؤ صاحب نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی۔ والد صاحب نے برادرِ طریقت صوفی رحمت علی قادری رضوی سے دُعا سے استخارہ لکھوا کر دی۔ راؤ صاحب رات کو دُعا سے استخارہ پڑھ کر سوئے، خواب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے خواب میں ارشاد فرمایا "راؤ صاحب آپ کا پیر واقعی بد عقیدہ ہے۔ آپ کسی اور سے بیعت کر لیں۔" صبح بیدار ہو کر راؤ صاحب والد صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے سچ کہا تھا۔ خواب میں حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ نے اس کی تصدیق فرمادی، لہذا مجھے انہی سے بیعت کروادیں۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اجاب اسماعیل آباد کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز ملازم سمیع آباد میں تشریف لے گئے۔ اس مرتبہ آپ کا قیام صوفی احمد حسن کے کوارٹر میں تھا۔ حضرت صاحب کی آمد کی خبر سن کر اجاب کے ہمراہ

راؤ صاحب بھی آئے۔ دیکھتے ہی کہنے لگے۔

”واللہ! جب خواب میں آپ نے مجھے اپنی زیارت سے نوازا تھا تو بعینہ یہی منظر تھا۔“

اس کے بعد راؤ صاحب حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے اور سابقہ بیعت سے تائب ہوئے۔<sup>۱</sup>

جناب عید و خاں قادری ساکن بستی غوثیہ بالمقابل ملز اسماعیل آباد ملتان اپنی اور اپنے خاندان کی سرگذشت بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے تک میرے خاندان میں کوئی فرد ایسا نہیں تھا جسے دین سے وابستگی اور لگاؤ ہو اور دیگر اہل خانہ افراد کی رہنمائی کر سکے۔ علاوہ ازیں میرے چاروں لڑکے دین سے بیگانہ تھے۔ بالخصوص دو چھوٹے بیٹے عبدالرشید اور محمد رفیق کا تو یہ عالم تھا کہ مڈل درجہ کی جماعتوں میں زیرِ تعلیم تھے۔ میرے پڑوسی کنور عبدالجمید ڈرامہ نگار کے بہلانے پھسلانے میں آگئے۔ آئے دن کالونی ملز اسماعیل آباد میں سالانہ جشن اور دیگر میلوں میں ڈرامہ میں حصہ لینے لگے۔ مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ فکر مند رہنے لگا کہ کس طرح ان لڑکوں کو اس لعنت سے نجات دلاؤں۔ کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

خوش بختی سے کچھ عرصہ بعد حضرت محدثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ملز اسماعیل آباد میں ورود مسعود ہوا تو مجھے آپ سے ملاقات کرنے اور مرید ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ ملاقات سے پہلے میں نے آپ کی تعریف سن رکھی تھی۔ میں اپنے اہل و

<sup>۱</sup> قلمی یادداشت محدثِ رفیق شاہد القادری منصور جامعہ رضویہ فیصل آباد - محررہ ۱۳۹۲ھ -

عیال سمیت بابو عبدالرشید اور سیز کے ہاں پہنچا۔ حضرت صاحب وہاں تشریف فرماتھے۔ پہلے میں خود بیعت ہوا۔ اس کے بعد چاروں لڑکوں کو مرید کرایا۔ جب دونوں چھوٹے بیعت ہو رہے تھے تو میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حضور اس کے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ کے توسل سے دل ہی دل میں دُعا مانگ رہا تھا کہ اے باری تعالیٰ! ان بچوں کو ڈرامہ سٹیج کرنے کی لعنت سے محفوظ فرما اور اپنی امان میں رکھ۔ میرے بیٹوں کا حضرت صاحب قبلہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا تھا کہ ان کی ساری کدورت دور ہو گئی۔ اب حال یہ تھا کہ ڈرامہ وغیرہ کا نام لینا بھی انہیں پسند نہ تھا۔ اس طرح وہ تاریک مستقبل سے محفوظ ہو گئے۔ دین کی رغبت ان کے سینے میں بجمہ تعالیٰ رچ بس گئی۔ اب وہ اختر القادری اور شاہ القادری کے ناموں سے معروف ہیں۔

جناب ماسٹر عبید و خاں مذکور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے تصرفِ بانی کا ایک اور واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ کبیر والا شہر (ضلع ملتان) کا محمد صادق نامی ایک شخص ملز اسماعیل آباد، ملتان میں ملازم تھا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ پہلی مرتبہ اسماعیل آباد تشریف لائے اور مختصر سے قیام کے بعد واپس لائل پور تشریف لے گئے۔ حضرت صاحب کی واپسی پر محمد صادق کو پتہ چلا تو وہ بہت برہم ہوا۔ اور اجاب سے گلہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ مجھے کیوں اطلاع نہ دی میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا تھا۔ آئندہ جب کبھی حضرت تشریف لائیں تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ محمد صادق مذکور بیعت ہونے سے پہلے

شراب نوشی، ڈراموں میں اداکاری کی لعنت میں گرفتار اور صوم و صلوٰۃ سے عاری تھا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے متعلق اطلاع ملی کہ مدرسہ رضویہ انوار القرآن، نوری محلہ ملتان شہر کے جلسہ میں تشریف لارہے ہیں۔ جلسہ کی معینہ تالیخ پر صوفی نظام الدین نظامی، محمد صادق اور ناچیز (عبیدو خاں) دیگر اجباب کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت باکرامت میں حاضر ہوئے اور محمد صادق کو مرید کر وایا۔

بعد ازاں اس خدشہ کے پیش نظر کہ کوئی بد عقیدہ یوں نہ کہے کہ سُنّیوں کے محدثِ اعظم کا مرید سیاہ کار اور گناہوں میں گرفتار ہے، اجباب نے محمد صادق کے لیے خصوصی دُعا کے لیے درخواست کی۔ اجباب کی درخواست پر حضرت صاحب قبلہ نے محمد صادق کے لیے دُعا فرمائی اور کمال شفقت سے اپنا دست مبارک محمد صادق کی پشت پر پھیرا۔ بس کیا تھا، حضرت صاحب کی نظر کرم سے محمد صادق کی سیاہ کاریاں یکسر ختم ہو گئیں۔ شراب سے نفرت، اداکاری سے بدظن، صوم و صلوٰۃ کا پابند اور سیاہ کاریوں سے مبرا محمد صادق اسمِ بامسمیٰ بن گیا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے فیضان نے اس کی کایا ہی پلٹ دی۔

صوفی محمد عمر دراز قادری رضوی، پُرانی غلہ منڈی، فیصل آباد اپنی اوائل عمری کی غلط روی اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے فیضانِ نظر اور کرامت سے اس غلط روی سے توبہ کا واقعہ سُناتے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ نگاہِ ولی

لے قلمی یادداشت نمٹہ رفیق شاہہ قادری منصرم جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ محرمہ ۱۳۹۲ھ۔



حضورِ شیخ الحدیث قدس سرہ قریب ہی جلوہ افروز تھے۔ محمد رفیق نامی ایک فوٹو گرافر آپ کی تصویر بنانے کے لیے کیمرا لے کر آگے بڑھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا ”اسے منع کر دو۔“

فوٹو لینے سے اسے روک دیا گیا۔ مگر دوبارہ موقع پا کر فوٹو لینے کی تیاری میں مصروف نظر آیا، آپ نے سختی سے اسے منع کر دیا۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب نے دورانِ تقریر اسے سختی سے روک دیا کہ وہ آپ کی تصویر نہ بنائے۔ فوٹو گرافر نے تیسری مرتبہ آپ کی تصویر بنانے کی کوشش کی اور کیمرا کو تصویر بنانے کے لیے مکمل تیار کر لیا۔ مگر یک بخت اس کے کیمرے کا شیشہ ٹوٹ گیا۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا:

”منع جو کیا تھا“

آپ کی عزیمت نے اس کو لاعلمی میں بھی فوٹو بنانے سے روک دیا۔

مولانا مفتی محمد اسلم دارالعلوم جامعہ رضویہ، فیصل آباد اپنے ایک تحریری بیان میں فرماتے ہیں کہ مولانا عبد الغفور خطیب سندھیلیا نوالی کے اصرار پر وہاں تدریس کی خاطر جانے کے لیے اپنے اس موجودہ منصب سے استعفا دیدیا اور سندھیلیا نوالی چلا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد جب اپنے اہل و عیال کو لے جانے کے لیے واپس آیا تو نمازیوں اور محلہ داروں نے مجھے مجبور کیا کہ وہ میرے سندھیلیا نوالی جانے کے لیے راضی نہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ سابقہ حیثیت سے یہاں کام کرتے رہیں۔ جب معاملہ مسجد کے متولی تک پہنچا تو اس نے میرا وہاں بحال ہونا منظور

لے قلمی یادداشت مولانا محمد ریاض الدین انک، محرمہ ۱۹۷۴ء، مخزن: جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

یہ حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر دائم اور ہر وقت وارو رہتی تھی اور ہر وقت نحو نظارہ جمال رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عاشق رسولؐ بھی مشہور تھے۔

نبراس المحدثین عمدة العلماء العارفين حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی شریعت مطہرہ کے احکام پر پابندی سے عمل کرنا ضرب المثل بن چکی ہے۔ حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، مجبوریاں اگرچہ چاروں طرف سے گھیر لیں مگر آپ عزیمت کا کوہ گراں ثابت ہوتے ہیں۔

ہماری شریعت میں تصویر بنانا، بنوانا یکساں ممنوع ہے۔ تصویر خواہ دستی ہو یا عکسی، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ اجلہ علماء کرام و مفتیان عظام کا یہی موقف ہے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے زندگی بھر نہ تصویر بنوائی نہ بنانے پر رضامند ہوئے۔ حتیٰ کہ دو مرتبہ حج کے لیے پاسپورٹ بنوایا مگر ہر مرتبہ بغیر تصویر کے حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اس سلسلہ میں آپ کی عزیمت کا ایک واقعہ مولانا مفتی محمد ریاض الدین شیخ الجامعہ ریاض الاسلام انک بیان کرتے ہیں عزیمت کے اس واقعہ میں آپ کی کرامت بھی ہے۔ لکھتے ہیں کہ جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بانی جامعہ حضرت خواجہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس چھوہر دربار میں منعقد ہوا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز بھی عرس کی محفل میں مدعو تھے۔ مولانا سید محمد زبیر شاہ صاحب (سابق صدر المدرسین جامعہ رحمانیہ ہری پور) تقریر فرما رہے تھے۔

۱۔ قلمی یادداشت شیخ محمد متین مجددی، مصطفیٰ آباد، لاہور، محترمہ ۲۲ نومبر ۱۹۶۲ء

مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد - ۱۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم -

سید صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نہیں تھے۔ بلکہ کوئی اور بزرگ تھے۔ ان شاگردوں میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اس نے بتایا کہ آپ محدثِ اعظم حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد (رحمۃ اللہ علیہ) لائل پور کے رہنے والے ہیں۔ آپ صحن مسجد میں تشریف لا کر مصلے پر بیٹھ گئے۔ راقم کو محلے کا ایک شخص نظر آیا۔ اس سے کہا کہ وہ مجھ کو گھر پہنچانے کیونکہ میری حالت خراب تھی۔ وہ تاکہ میں بٹھا کر گھر لے آیا۔ پھر یہ راقم آج تک دفتر نہیں گیا۔ کچھ عرصہ بعد ملازمت بھی ختم ہو گئی (شیخ محمد متین اپنی محویت اور نکشافات کا طویل ذکر کرتے ہیں، جس میں مختلف انوار اور ان کی کیفیات کا تفصیلی بیان ہے۔ یہ مقام اس تفصیل کا متحمل نہیں اپنے شیخ طریقت کے حضور اسی محویت و مستی کی حالت میں حاضر ہوئے شیخ طریقت نے جو کچھ فرمایا اس کا ایک اقتباس پڑھیے اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مقامِ عالی کی بلندیوں کا تصور کیجیے)۔

” حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر حقیقتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ڈال رہے تھے۔ اُن کے طفیل آپ بھی نوازے گئے۔“

اس طویل واقعہ کے اختتام پر شیخ محمد متین نقشبندی مجددی اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

قارئین و سامعین! حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب روحانی پر اس واقعہ کی روشنی میں غور فرمائیں۔ چونکہ آپ کا شغل ہر وقت تفسیر و حدیث پڑھانا تھا۔ اس کے علاوہ اور عبادات و رد و وظائف بھی لازماً ادا فرماتے اسلئے

ہو گیا اور اسی رات میانوالی میں ایک بد عقیدہ عورت کی بد عقیدگی دُور فرمادی  
 شیخ محمد متین نقشبندی مجددی دھرم پورہ (مصطفیٰ آباد) بیرون چو بچہ، لاہور  
 سند الاولیاء الکاملین، زبدۃ العرفاء الرائحین حضور داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ  
 کے انتہائی عقیدت مند ہیں اس لیے اپنے نام کے ساتھ "علامہ ہجویری" ضرور  
 لکھتے ہیں۔ اکابر اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی تعلیمات اور لطائف مشہورہ اور روحانیت  
 کے مقامات کے حوالہ سے ایک طویل تحریر میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ کے  
 مقام باطن آپ کے تصرفات اور فیضان عام کا ذکر بڑے محبت بھرے انداز میں  
 کرتے ہیں۔ ان کی تحریر کا ایک ایک حرف حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے  
 روحانی، عرفانی مقامات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

شیخ محمد متین صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ مولانا عمر الدین رحمۃ  
 اللہ سے بیعت ہیں جن کا مزار موضع خیر پور سادات، تحصیل علی پور ضلع منظر گڑھ میں  
 واقع ہے لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی محبت و عقیدت میں کمال درجہ  
 مستغرق ہیں۔ جب بھی بات کہتے ہیں ان کے حرف حرف سے حضرت شیخ الحدیث  
 قدس سرہ سے ان کی محبت عیاں ہوتی ہے۔ ان کی سرگذشت میں حضرت شیخ الحدیث  
 قدس سرہ سے متعلق جو کلمات ہیں ان کو بصورت اقتباس پیش کرتا ہوں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اسی دوران (اپنے شیخ طریقت سے توجہ  
 لینے کے بعد) مرکز تجلیات، گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا، حضرت علی ہجویری  
 داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف شروع ہو گیا۔ راقم بھی مزار اقدس پر

لہ قلمی یادداشت محمد اشرف انظر مقیم اقبال شہید روڈ کراچی نمبر ۴۔ محرزہ ۲۳ نومبر ۱۹۶۴ء، مخزن جامعہ رضویہ فیضان

رہتی ہے۔ میری بیوی کا موقف یہ ہے کہ وہابی فرقہ سچا ہے۔ جب کہ میں اسے اپنے مسلک کی حقانیت کا یقین دلاتا ہوں۔ ایک روز ہمارے درمیان اسی مسئلہ میں شرط لگ گئی۔ میری بیوی تو سو گئی مگر میں مسجد میں چلا گیا اور سر سجدہ میں رکھ کر عرض کی :

اے اللہ! اس وقت میرے ایمان کی آزمائش ہے۔ اپنے حبیب پاک کی صداقت کا واسطہ مجھے اپنے ایمان میں مضبوطی عطا فرما۔“

آدھی رات ہو چکی تھی، میں سجدہ میں پڑا ہوا تھا کہ میری بیوی بھاگی ہوئی آئی اور مجھے آواز دی۔ میں نے سر کو سجدہ سے اٹھایا۔ میری بیوی نے مجھے مبارک دی کہ تم اعتقاد ہی طور پر درست ہو اور اپنی شرط جیت چکے ہو۔ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں آپ کے شیخ طریقت تشریف لائے انہوں نے مجھے مسلک حق کی تلقین فرمائی ہے۔ اس کے بعد اس نے میرے شیخ طریقت کا حلیہ مبارک اور دیگر نشانیاں بتا دیں۔ میں نے یقین کر لیا۔ فوراً الحمد للہ کہا۔ میانوالی کے مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ چند دنوں بعد میں اپنی بیوی کے ہمراہ لائل پور حاضر ہوا۔ تاکہ وہ حضرت صاحب کے حلقہ بیعت میں داخل ہو جائے۔ لائل پور پہنچ کر میں نے اپنی بیوی کی بیعت کے لیے استدعا کی۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا :

بندۂ خدا! تیری بیوی تو اسی رات دین حق کو قبول کر چکی ہے جب کہ آپ کی آزمائش ہو رہی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے دامن ارادت و بیعت میں قبول کر لیا۔ اس طرح جڑانوالہ کے مولانا محمد ایاس کا علمی مسئلہ بھی حل

اے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

”جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہو اپنے شیخ کا تصور کر کے دُعا مانگیں —

ان شاء اللہ العزیز پریشانی دُور ہو جائے گی۔“

مولانا محمد ایاس نے ایسا ہی کیا۔ آپ جس حالت میں تکیے کے ساتھ ٹھیک لگا کر بیٹھے کتاب دیکھ رہے تھے اسی حالت میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کا تصور کر کے دُعا مانگنے لگے۔ اسی دوران آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ شیخ کامل حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تشریف لائے ہیں اور مولانا محمد ایاس سے دریافت کرتے ہیں، ”اے بندہ خُدا! پریشان کیوں ہو، اس لفظ کو اس طرح کر کے پڑھو سارا مطلب خود بخود واضح ہو جائے گا۔“

مولانا محمد ایاس نے خواب ہی میں شیخ طریقت سے عرض کیا، تشریف رکھیں۔

حضرت شیخ کامل نے فرمایا، ”بندہ خُدا! مجھے ابھی میانوالی پہنچنا ہے۔“

مولانا محمد ایاس بیدار ہوتے۔ وضو کر کے دوبارہ حضرت کی ہدایت کے مطابق وہ لفظ پڑھا تو مطلب واضح ہو گیا۔

مولانا محمد ایاس کچھ عرصہ کے بعد اپنے شیخ طریقت کے آستانہ پر حاضر ہوئے

آپ نے اس خواب کا تذکرہ میانوالی کے ایک مولوی صاحب سے کیا (مولوی

صاحب کا نام راوی بھول گیا) میانوالی کے مولوی صاحب نے اس خواب کی

تصدیق کر دی اور بتایا کہ ٹھیک اسی رات اور اسی وقت حضرت شیخ الحدیث

قدس سرہ میرے گھر تشریف لائے تھے۔

میانوالی کے مولوی صاحب نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ میری بیوی کے میکے

والے وہابی ہیں اور وہ ہر وقت اعتقادی مسائل میں میرے ساتھ بحث و تکرار کرتی

آنے تک آپ یہیں ٹھہریں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ چائے لے کر آیا اور مجھے پینے کو کہا۔ میں نے خان بابا سے ماجرا دریافت کیا، تو خان بابا نے بتایا کہ ابھی مراقبہ میں تھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے مجھے ارشاد فرمایا فلاں نام کے ہمارے مولانا آتے ہیں ان کو چائے پلاؤ۔ اب تو میں حضرت کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی بتاتے ہیں اس وقت حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ کی بعد وصال عنایات کو پا کر میرے دل کی حالت ایسی گداز ہو گئی جو زبان و بیان میں نہیں آسکتی۔<sup>۱</sup>

پاکستان بحریہ، کراچی کے محمد اشرف اظہر اپنے والد محترم بشیر احمد قادری کے حوالہ سے تصور شیخ اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی دست گیری کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ہم جرّانوالہ ضلع فیصل آباد میں مقیم ہیں۔ جرّانوالہ میں مولانا محمد ایاس قادری اہل سنت و جماعت کے نامور عالم دین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے شاگرد اور مرید ہیں۔ ہر صبح نماز کے بعد درس قرآن مجید ان کا معمول ہے۔ ان کی عادت یہ ہے کہ جو درس قرآن مجید صبح دینا ہوتا ہے رات کو اس کے متعلق تفاسیر اور دیگر کتب متعلقہ کا مطالعہ کر لیتے ہیں تاکہ درس پوری تیاری کے ساتھ دیا جاسکے اور اگر کوئی مشکل ہو تو کتابوں کی مدد سے اسے حل کر لیا جائے۔ ایک رات ایسا ہوا کہ درس قرآن مجید سے متعلق ایک لفظ آیا جس کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہو رہا تھا۔ پریشانی ہوئی، لیکن حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا ایک فرمان یاد آیا :

<sup>۱</sup> قلمی یادداشت محمد عظیم رضوی سرہندی، مقیم سرانے عالمگیر، محررہ ۱۳۹۳ھ مخزن: روزنامہ ضوئیہ فیصل آباد

مولانا مقبول احمد رضوی مذکور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بڑھیا حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری لڑکی کو جن کا سایہ ہے آپ اس کے لیے تعویذ عنایت فرمائیں۔ آپ نے بڑھیا کو نقش عطا فرما کر ہدایت کی کہ اسے چمڑے میں محفوظ کر کے لڑکی کے گلے میں باندھ دے۔ دوسرے دن وہ بڑھیا حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ ابھی میں نے وہ نقش لڑکی کے گلے میں باندھا نہیں مگر جن نے باواز بلند کہا ہے کہ تم نے حضرت قبلہ شیخ الحدیث سے نقش کیوں لیا ہے۔ اگر تم صرف آپ کا نام لے لیتی ہم اس کو چھوڑ جاتے۔

مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی خطیب جامع مسجد غوثیہ سرانے عالمگیر ضلع گجرات اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ جن دنوں میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں لاہور میں خطیب تھا۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مزار پر انوار پر حاضری کے لیے حاضر ہوا۔ چونکہ ایک عرصہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے زیر سایہ جامعہ رضویہ میں تعلیم پائی تھی اور حضرت کی شفقت خاص مجھے حاصل تھی۔ مزار پر انوار پر حاضری اور فاتحہ کے بعد جب واپس ہونے لگا تو اس وقت دیگر زائرین کے علاوہ ایک خان بابا مراقبہ کی حالت میں تھا۔ جب میں بازار میں پہنچنے ہی والا تھا تو اس خان بابا نے میرا نام لے کر مجھے بلایا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس سے کوئی شناسائی نہ تھی۔ خان بابا نے مجھے بازو سے پکڑا اور کہا کہ مزار شریف تک واپس چلو۔ میں نے اس سے پوچھا کیا کام ہے؟ اس نے کہا بتاتا ہوں آپ مزار پر چلیں مجھے مزار شریف کے قریب بٹھا کر وہ بازار میں چلا گیا اور مجھے کہہ گیا کہ میرے

لے قلمی یادداشت مولانا مقبول احمد رضوی، محرمہ ۱۳۹۳ھ - مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔



عمل کیا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے فضل و کرم اور حضرت شیخ  
احدیت قدس سرہ کی دُعاؤں کے صدقے بیٹا عنایت فرمایا۔ اس طرح میرا جڑا  
ہوا ویران باغ صدر شک جہاں بنا۔<sup>۱</sup>

مولانا مقبول احمد رضوی، خطیب جامع مسجد نگہبان پورہ، فیصل آباد اپنے تحریری  
بیان میں حضرت شیخ احدیت قدس سرہ کے جنوں پر تصرف کا واقعہ لکھتے ہیں،  
موصوف نے لکھا کہ ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت شیخ احدیت قدس سرہ کی  
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ ہمارے ہاں قرآن مجید پڑھانے کیلئے  
چند مفید طلبہ بھیجے جائیں۔ ان دنوں یہاں جامعہ رضویہ میں ایک طالب علم پڑھتا  
تھا جو پہلے دیوبندیوں کے مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ اس طالب علم نے اس آئے  
والے شخص کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص تو دیوبندیوں کے مدرسہ سے طلبہ کو اپنے ہاں  
دعوت پر بلاتا ہے آج یہ سُنئیوں کے مدرسہ میں کیا لینے آیا؟

وہ طالب علم ہارون شاہ کے نام سے معروف تھا۔ ہارون شاہ نے ناچینڈ  
سے کہا کہ تم اس شخص سے دریافت کرو۔ جب میں نے اس سے دریافت کیا تو اس  
شخص نے کہا کہ میرا مکان آسیب زدہ ہے۔ اور اکثر یہ آواز سُنانی دیتی ہے کہ  
مولانا محمد سردار احمد صاحب کے مدرسہ کے طلبہ سے قرآن خوانی کراؤ۔ ورنہ ہم  
ہرگز یہاں سے نہ جائیں گے۔ اس لیے ہم آپ کے مدرسہ سے طلبہ لینے آئے  
ہیں یہ قرآن خوانی کریں گے اور ہمارا مکان آسیب کے اثرات سے محفوظ ہو  
جائے گا۔<sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> قلمی یادداشت حکیم محمد اشرف، انارکلی بازار، فیصل آباد، محرمہ ۱۹۷۵ء۔ مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد  
<sup>۲</sup> قلمی یادداشت مولانا مقبول احمد رضوی، محرمہ ۱۹۹۰ء۔ مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔

گلستان بننے کا حال سناتے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت اور کشف کا اعلان کرتے ہیں۔ حکیم صاحب بتاتے ہیں کہ میری شادی ہونے کے بعد کافی عرصہ تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حصول اولاد کے لیے دوائیں استعمال کیں۔ دُعائیں مانگیں اور وظائف پڑھے مگر گوہر مراد ہاتھ نہ آیا۔ بالآخر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں محرومی اولاد کا تذکرہ کر کے دُعا کا طالب ہوا۔ انہی دنوں میرے ہمسائے چودھری عبدالغفور کو متواتر تین روز خواب آتے رہے تیرے دن وہ میرے پاس آئے اور خواب کا ذکر اس طرح کیا کہ مجھے خواب میں ایک بزرگ نظر آتے ہیں۔ اُن کے سامنے آپ کھڑے ہیں اور آپ کی گود میں چاند سا خوبصورت بیٹا ہے۔ اُن بزرگوں نے فرمایا، حکیم صاحب ایک بکرہ صدقہ دیں۔ جس میں لنگڑے لوہوں کو بھی حصہ ملے۔ چنانچہ میں نے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اس خواب کا ذکر کیا اور استدعا کی کہ میرا خیال ہے ایک بکرہ ذبح کر کے جامعہ رضویہ کے لنگڑے کے لیے پیش کر دوں۔ آپ نے فرمایا :

”حکیم صاحب! یہاں تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ بکرے آتے رہتے ہیں بہتر ہے کہ جمعہ کو گھر میں گوشت اور روٹیاں پکانی جائیں اور جمعہ کی نماز کے بعد ختم شریف پڑھا جائے۔ پکا ہوا گوشت روٹیوں سمیت وہیں غربا میں تقسیم کیا جائے۔ تم میاں بیوی بھی کھاؤ اور وہاں کے لنگڑے لوہوں کو بھی اس میں سے حصہ ملے۔“

یہ یاد رہے کہ خواب کا ذکر کرتے وقت میں نے لنگڑوں لوہوں کے متعلق جو بزرگ نے خواب میں فرمایا تھا، عرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کیمطابق

وہاں چلا گیا۔ علاج ہوتا رہا مگر افاقہ نہ ہوا۔ اس عرصہ میں بعض طلباء کو بھیج کر میری خیریت دریافت فرمائی۔ میں نے اپنا حال عرض کر دیا۔ اور ارادہ ظاہر کیا کہ اسی حالت میں جامعہ رضویہ میں حاضر ہو کر اسباق میں شرکت کروں گا۔ میرے پروگرام کی اطلاع جب حضرت محدث اعظم قدس سرہ کو ہوئی تو آپ نے فوراً ایک طالب علم کو ایک تعویذ دے کر روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ تندرست ہونے کے بعد اسباق میں شرکت کرو اور کھلا بھیجا کہ آج رات ہم خصوصی دعا فرمائیں گے۔ حضرت صاحب کی طرف سے آمدہ تعویذ میں نے لے لیا اور ایک رات کیلئے والدین کے ہاں چلا گیا۔ رات سوتے وقت مجھے پسینہ آیا اور خواب میں دو نرم و نازک اور نورانی ہاتھ ظاہر ہوئے جنہوں نے میرے منہ کو دبا کر سیدھا کر دیا۔ میں نے خواب ہی میں محسوس کر لیا کہ اب میرے لقمہ کا مرض رفع ہو چکا ہے صبح بیدار ہوا تو واقعی مرض کا نشان تک نہ تھا۔ والدین سمیت سبھی حیران تھے۔ اب میرے دل میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی عقیدت و عظمت پوری طرح سما چکی تھی۔ دوسرے دن جامعہ رضویہ میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

”مولانا اب تو ٹھیک ہے!“

ساتھ ہی منہ پر انگلی رکھ کر اشارہ فرمایا کہ اس کی حقیقت بیان نہ کریں چنانچہ میں خاموش ہو گیا۔

حکیم محمد شرف قادری حشری انارکلی بازار فیصل آباد اپنی اجازت کھیتی کا صدر رشک

لے قلمی یادداشت مولانا محمد شمس الزمان لاہور، محترمہ ۲۱ اگست ۱۹۶۵ء - مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ڈھانہ کھوکھروالہ، نزد شرقپور ضلع شیخوپورہ میں پھنس لینے گیا۔ لیکن اس سفر میں مجھے درو شقیقہ نے بہت پریشان کیا۔ دم کرانے کیلئے قریب شرقپور شریف حاضر ہوا، مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ دونوں صاحبزادگان حج پر تشریف لے گئے ہیں آخر مجھے اسی حالت میں واپس آنا پڑا، راستہ میں درو نے اتھانی پریشان کیا۔ کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ نہر کے کنارے چلتے چلتے سامنے ایک کاغذ کا سادہ ٹکڑا نظر آیا۔ میں نے اسے اٹھایا اور اس پر ولی کمال حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا اسم گرامی لکھ کر درو کی جگہ باندھا۔ آپ کے نام کا تعویذ باندھنا تھا کہ درو فوراً جاتا رہا اور طبیعت بالکل تندرست ہو گئی۔

مولانا شمس الزمان قادری خطیب جامع مسجد حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اپنی طالب علمی کے زمانہ کے اپنے مرض لقوہ کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اس بیان کا ایک حصہ یوں ہے کہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں جب میں مننتی کتب کا سبق پڑھ رہا تھا مجھے لقوہ ہو گیا۔ چند دن تو میں نے اپنا منہ لپیٹ کر رکھا اور اپنے مرض کی پروا نہ کی تا کہ میرے اسباق میں ناغہ نہ ہو۔ بالآخر اپنے استاد مولانا مفتی نواب الدین مدرس کی معرفت میرے مرض لقوہ کی خبر حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ کو ہو گئی۔ آپ نے ہسپتال سے دوائی لے کر دی۔ اس دوائی سے جب افاقہ نہ ہوا تو آپ نے فرمایا اپنے گھر چلے جاؤ اور وہاں جنگلی کبوتر کھاؤ۔ میں نے اپنے ماہوں ملک محمد یعقوب پواری کے ہاں گڈیاں گاؤں جانے کی اجازت چاہی، اجازت ملنے پر

لے قلمی یادداشت مولانا کریم دین، محرمہ ۱۳۹۲ھ، مخزونہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔

حالانکہ فقیر اس وقت آٹھ سو روپے کا مقروض تھا۔ لیکن قربان جائیے آپ کے اس فرمان کے، تھوڑے عرصہ میں قرض بھی ادا ہو گیا اور اتنے پیسے بھی جمع ہو گئے کہ اسی پہلے سال حج کا زاوِ راہ پورا ہو گیا۔ بجمہِ تعالیٰ آپ کے ارشاد کے مطابق حج اور زیارتِ مدینہ منورہ کی سعادت نصیب ہو گئی۔<sup>۱</sup>

صوفی اصغر علی رضوی، بھوانہ بازار فیصل آباد، لکھتے ہیں جڑانوالہ کے میرے دوست محمد سلیمان کا ایک دوست مرگی کے موذی مرض میں مبتلا تھا۔ بہت علاج اور تعویذات کے استعمال کے باوجود وہ تندرست نہ ہوا۔ محمد سلیمان اپنے دوست کو لے کر بھوانہ بازار میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس مریض کو دم کروانے اور تعویذ لینے کے لیے حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے پاس لے چلو۔ چنانچہ میں محمد سلیمان اور اس کا مریض دوست جامعہ رضویہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا عرض کیا۔ آپ نے دم کرنے کے بعد تعویذ دیا۔ مریض پندرہ دن کے بعد واپس آیا اور عرض کی کہ افاقہ نہیں ہوا۔ آپ نے دوبارہ تعویذ عنایت فرمایا۔ تین ماہ بعد وہ پھر آیا اور عرض کی کہ مرگی کا دورہ بھی ختم نہیں ہوا۔ آپ نے تیسری مرتبہ تعویذ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا :

انشاء اللہ العزیز اب دورہ نہیں پڑے گا۔ چنانچہ مدت ہوتی اسے مرگی کا دورہ نہیں ہوا۔ اب وہ ماشاء اللہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا ہے۔<sup>۲</sup>

مولانا کرم دین، خطیب جامع مسجد چک نمبر ۳۵۶ گ۔ ب، اپنی سرگذشت

<sup>۱</sup> قلمی یادداشت مولانا محمد اسلم رضوی، فیصل آباد، محررہ ۲۳ نومبر ۱۹۴۴ء، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد  
<sup>۲</sup> قلمی یادداشت صوفی اصغر علی، بھوانہ بازار فیصل آباد، محررہ ۱۲۹۴ھ، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

فرمائش کی۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز نے بغداد شریف کی طرف رخ کیا اور دُعا کے لیے ہاتھ بند فرمائے دُعا کے کلمات کچھ اس طرح تھے۔

”یا اللہ! نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سرکارِ بغداد حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ، وسیلہ جلیلہ سے ان کے صاحبزادہ

کو صحتِ کلی اور شفاِ عاجلہ عطا فرما۔“

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دُعا کی برکت اسی وقت ظاہر ہوئی اور

وہ لاعلاج مریض اسی وقت چار پائی پر اٹھ بیٹھا۔ آہستہ آہستہ چل کر گھر کو روانہ ہوا۔ اور اسے صحت کلی عطا ہو گئی۔

آپ کی اس کرامت کے صدقے میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کا غلام بے دام ہوں اور میری اس حاضری کا سبب آپ سے عقیدت و محبت ہے۔

مولانا مفتی محمد اسلم رضوی، مفتی جامعہ رضویہ، فیصل آباد اپنے محلہ کے حاجی

ولی محمد کے آشوبِ چشم اور اس پر مرتب ہونے والے انعام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حاجی ولی محمد ذکر کرتے ہیں کہ حج کی سعادت حاصل کرنے سے پہلے ایک دن

بوقتِ ظہر شاہی مسجد جامعہ رضویہ میں نماز ادا کرنے کے بعد لوگ حضرت محدث

اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کر رہے تھے، میں بھی مصافحہ کے لیے آگے بڑھا۔

ان دنوں میری آنکھ پر پھنسی نکل ہوئی تھی۔ حضرت نے میری آنکھ کی طرف دیکھ کر

فرمایا، تمہاری آنکھ پر پھنسی ہے؟ میں نے عرض کی حضور پھنسی ہے جس سے

تکلیف ہو رہی ہے۔ فرمایا، ”اچھا، یہ آنکھ مدینہ شریف کی زیارت کرے گی۔“

۱۔ قلمی یادداشت صوفی محمد عمر دراز، فیصل آباد، محررہ ۹ ستمبر ۱۹۷۲ء، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

کس طرح مفید ہو سکتا ہے۔ گھر والوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ مریضہ شاید دماغی توازن بھی کھو چکی ہے۔ مگر مریضہ نے جب خواب کا سارا قصہ بیان کیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ اب پانی گرم کیا گیا۔ مریضہ نے غسل کیا۔ غسل کے بعد مریضہ تندرست ہونے لگی۔ چند دنوں بعد مریضہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی۔

صوفی محمد عمر دراز، مقیم پُرانی غلہ منڈی فیصل آباد، حضرت مولانا حافظ محمد عبدالرشید جھنگوی خطیب مرکزی سنی رضوی جامع مسجد فیصل آباد کے حوالہ سے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میانوالی کا ایک شخص حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مزار پر انوار پر نہایت خلوص و محبت سے حاضر ہو کر دُعایں مصروف ہو حاضری کے بعد میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے مُرید ہیں؟ اس نے بتایا کہ وہ میانوالی کا رہنے والا ہے۔ اور حضرت صاحب کا مُرید تو نہیں ہے مگر میری عقیدت مُریدوں سے کم نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا لڑکا ایک مرتبہ سخت بیمار ہو گیا بہت علاج کے بعد افاقہ نہ ہوا ڈاکٹروں اور حکیموں نے لا علاج سمجھ لیا۔ اب وہ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا بستر مرگ پر پڑا تھا۔ ہم اسکی تیمارداری سے عاجز آچکے تھے۔ ان دنوں حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ میانوالی ایک جلسہ میں تقریر کے لیے تشریف لائے۔ واپسی پر جب آپ کار میں سوار ہو گئے تو ہم بھاگے بھاگے اس لا علاج مریض کی چارپائی حضرت کی کار کے سامنے لے آئے۔ چارپائی کو دیکھتے ہی آپ اتر آئے اور فرمایا کہ کیا معاملہ ہے، ہم نے مریض کی کیفیت عرض کی اور دُعایا کیلئے

۱۔ قلمی یادداشت محمد بوٹا سالک، محررہ ۱۳۹۴ھ۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

نے پراز گناہ زندگی کو کس طرح وامن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ کر دیا۔ اولیاء کا ملین کی کرامات میں اس نوعیت کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ صوفی صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ شادی سے پہلے میں ایک لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں تحائف کے تبادلہ تک نوبت پہنچ چکی تھی۔ شدتِ عشق کے ہاتھوں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس جال سے میرا نکلنا اب بہت ہی مشکل ہے۔ اب میری دنیا صرف وہی لڑکی تھی۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی صحبت کی برکت سے یہ نشہ ہرن ہو گیا اور مولانا کریم نے مجھے اس گناہ سے محفوظ فرما دیا۔

ڈی بلاک محمدی چوک، غلام محمد آباد، فیصل آباد کے محمد بوٹا کی والدہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی مریدہ تھی۔ ایک دفعہ اسے سخت تپ و ق لاحق ہوا مرض اتنا شدید ہو گیا کہ مریضہ قریب المرگ ہو گئی۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے چارہ سازی سے جواب دے دیا۔ ایک رات مریضہ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے محمد بوٹا کی والدہ رحمت بی بی سے مخاطب ہو کر حال پوچھا۔ مریضہ نے اپنے مرض اس کی شدت اور معالجہ کی مایوسی کا حال بیان کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا:

”صبح اٹھ کر گرم پانی سے خوب نہائیں۔“

صبح ہوتے ہی مریضہ نے گھر والوں کو پانی گرم کرنے کو کہا اور بتایا کہ وہ اس پانی سے غسل کرے گی۔ گھر والے حیران تھے کہ اس شدید مرض میں نہ سانا

لے قلمی یادداشت صوفی عمر دراز قادری۔ محررہ ۹ اگست ۱۹۷۲ء۔ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔



کر دیا۔ بلکہ مخالفت کرتے ہوئے مقامی انتظامیہ سے استعانت کا طالب ہوا۔ اہل محلہ حضور نبراس المحدثین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری صورت عرض کی۔ آپ نے میری دوبارہ تقرری کو منظور فرمایا۔ لیکن متولی مسجد نے سخت مخالفت کی اور کہنے لگا کہ آپ نے خود استعفا دیا تھا اور اب آپ کی جگہ متبادل انتظام ہو چکا ہے۔ آپ کا دوبارہ تقرر اس مسجد میں ممکن نہیں۔

اس کے بعد متولی مذکور نے اپنی بات پالنے کے لیے نمازیوں اور محلہ داروں سے منت سماجت شروع کر دی۔ لوگوں کو ورغلانے کے حیلے شروع کر دیے۔ کہا کہ اب تک بیسیوں مولوی صاحبان تبدیل ہو چکے ہیں انہیں بھی اگر تبدیل کر دیا جائے تو کیا حرج ہے۔

مولانا مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس تازہ صورت کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کے حضور پیش کر کے اپنے بارے فیصلہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا :

”جاؤ، مولانا! تم ہی رہو گے۔“

آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ متولی مسجد کی سب کوششیں رائیگاں گئیں آخر کار مسجد کا حساب و کتاب چھوڑ گیا جو بعد میں کچھ عرصہ کے لیے میں نے سنبھال لیا۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامات کی جو بات تیرے مُنہ سے نکلی ہو کے رہی

لے قلمی یادداشت مولانا محمد اسمٰء رضوی، محرمہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۴ء، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

مولانا محمد اسلم رضوی مذکور لکھتے ہیں کہ ۱۳۷۲ھ میں بلدیہ فیصل آباد کا چیئرمین اہلسنت وجماعت کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت جامعہ رضویہ مظہر اسلام اور مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر وترقی کا مخالف تھا۔ اپنی بدعتی کے ہاتھوں مجبور ہو کر بارہا ڈی۔سی کے دروازے تک حاضری دیتا رہا۔ آخر کار ڈی۔سی ایک دن چیئرمین کو لے کر جامعہ رضویہ کے دروازہ پر پہنچا اور پوچھنے لگا، کون صاحب انچارج ہیں ایک خادم نے بڑھ کر کہا کیا کام ہے کہنے لگا، آپ نقشہ کے مطابق چار دیواری قائم رکھیں۔ آگے تجاوز نہ کریں۔ اس کے بعد چیئرمین اے۔ڈی۔ ایم کو لے کر سنی رضوی جامع مسجد کی طرف آ گیا اور مسجد کی تعمیر کو ان کے لیے حیلے بہانے کرنے لگا۔ اے۔ڈی۔ ایم نے فیتہ سے جگہ کی پیمائش کی اور کہنے لگا اس سے آگے چار دیواری نہ بڑھائی جائے۔ بلدیہ کا چیئرمین مسجد کی مخالفت میں کہنے لگا اگر یہاں مارکیٹ بن جائے تو بہت اچھی حل سکتی ہے۔ لیکن حضور شیخ الحدیث قدس سرہ کے فیضان کا یہ اثر ہوا کہ اے۔ڈی۔ ایم کہنے لگا :

جب لائل پور کی پانچ لاکھ آبادی یہاں مسجد چاہتی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ بلدیہ کا چیئرمین اپنے ناپاک منصوبوں میں ناکام رہا اور جامعہ رضویہ اور سنی رضوی جامع مسجد اپنی آب و تاب سے آج بھی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اپنے مریدین اور عقیدتمندوں کے گھروں میں بہت کم تشریف لے جاتے اور اگر کسی کا اصرار بڑھتا تو اس کے گھر میں تھوڑا سا قیام فرما کر دعائے خیر کے بعد واپس آجاتے، زیادہ دیر نہ قیام فرماتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ فیصل آباد کے قریب

۱۔ قلبی یادداشت مولانا محمد اسلم رضوی، محررہ ۷ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

لوانہ گاؤں موجودہ نام سہگل آباد کے ایک مُرید کے اصرار پر اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ مولانا حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ اور چند عقیدت مند اور بھی تھے۔ جب گاؤں کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ سامنے راستہ میں ایک خونخوار "بولی" کُتا بیٹھا ہے، حافظ صاحب نے عرض کیا کہ راستہ بدل لیا جائے تاکہ یہ کُتا کسی پریشانی کا باعث نہ بنے۔ آپ نے فرمایا، ارے بندہ خُدا! یہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ان شاء اللہ۔

چنانچہ آپ نے اپنا سفر جاری رکھا۔ کُتے نے جب آپ کی نورانی صورت دیکھی تو دوڑتا ہوا آپ کی طرف آیا اور اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھ دیا۔ گویا اپنی عقیدت کا سر جھکا لیا۔

حاضرین نے دیکھ کر یقین کر لیا کہ حضور شیخ الحدیث قدس سرہ کی عظمت کے سامنے جانور بھی جھک جاتے ہیں۔

ماسٹر مشتاق احمد قادری مدرس گورنمنٹ مڈل سکول ۵۶۹ گ۔ ب جرنوالہ ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں چودھری محمد باقر ساکن چک ۶۴ گ۔ ب کی دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا نورانی بیان ہوا اور اجاب سے ملاقات بھی ہوئی۔ راستہ میں چودھری محمد شریف کے بھائی چودھری محمد یسین کا رقبہ آیا۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ رقبہ بخر ہے۔ بلندی پر ہونے کے باعث نہری پانی اسے سیراب نہیں کرتا آپ نے ان کے لیے دُعائے خیر و برکت فرمائی۔ اسی سال گورنمنٹ کی ٹیوب ویل

لے قلمی یادداشت محمد اشرف اظہر، پاک بھریہ، کراچی، محرمہ ۲۳ نومبر ۱۹۷۲ء، مخزن روز جاب رضویہ فیصل آباد

سکیم منظور ہوئی۔ اور ٹیوب ویل انہی کے رقبہ میں لگا۔ اب اس کی پیداوار دیگر آباد اور زیر کاشت رقبوں سے کسی طرح کم نہیں۔ یہ اجباب آج بھی اپنی کاشت اور زمین کی زرخیزی کو حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت سمجھتے ہیں۔

صوفی عبدالرحمن قادری رضوی ساکن چک ۲۲۲ ضلع جھنگ صدر اپنے ایک تحریری بیان میں لکھتے ہیں کہ ہماری دعوت پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ہمارے ہاں تقریر کے لیے تشریف لائے۔ اس جلسہ میں مولانا حافظ محمد حسان حق مدرس جامعہ رضویہ، مولانا حافظ محمد عبدالرشید جھنگوی اور مولانا احمد بخش ضیائی بھی تشریف لائے۔ ان حضرات نے مذہب حق کی حقانیت اور فرق باطلہ کی تردید میں خوب تقاریر فرمائیں۔ بعد ازاں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے اپنا نورانی بیان فرمایا۔ آپ کے روحانی اور علمی بیان کو حاضرین نہایت توجہ اور شوق سے سُن رہے تھے۔ ماسوائے تقریر کے ہر طرف خاموشی تھی۔ اچانک گاؤں کے ایک طرف کھیٹوں میں شور شروع ہوا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ گاؤں کے نمبردار سوہنا خاں کے گندم کے کھلیان میں کسی نے آگ لگا دی ہے جس سے اس کی گندم جل گئی ہے۔

آپ نے فرمایا :

”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - مسلمانو! خاموشی سے بیان سُنیں۔ جن

صاحب کا نقصان ہوا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو اس سے زیادہ عطا فرمائے گا۔“

حاضرین خاموش ہو گئے۔ آپ کا بیان دو گھنٹے جاری رہا۔ اس کے بعد

لے قلمی یادداشت ماسٹر مشتاق احمد قادری، محترمہ ۲۰۰۵ دسمبر ۱۹۶۴ء مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔

۵۷ پیٹ نمبر ۲۲۲ گسٹریا نوالہ۔

صَلوٰۃُ وَسْکَلَامٍ پڑھا گیا۔ جب آپ نے دُعا کے لیے ہاتھ بلند فرمائے تو کسی نے عرض کی حضور! چور کا پتہ ضرور لگنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا:

”اِنَّ شَارَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ چور کا پتہ چل جائے گا۔“

جلسہ کے بعد ابھی آپ وہیں تھے کہ آپ کو بتایا گیا کہ اصل چور کا پتہ چل گیا ہے، مجرم نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا ہے۔ اس طرح بطور تاوان اس نے گندم کی قیمت سے زیادہ رقم ادا کر دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ ضمانت پر اس مجرم کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ مئی ۱۹۶۱ء کا ہے۔

اس طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی دُعا کی برکت سے یہ کرامت ظاہر ہوئی۔

صوفی عبدالرحمن قادری مذکور اپنے دوست حضور محمد ابن حاجی اللہ دین مقیم نواں شہر جھنگ صدر کی زبانی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ایک اور کرامت بیان کرتے ہیں۔ حضور محمد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ دورہ حدیث شریف پڑھا رہے تھے۔ تدریس سے فراغت کے بعد آپ نے باہر سے آئے ہوئے اجباب کو شرفِ باریابی سے مشرف فرمایا۔ ہر ایک کی خیریت دریافت فرمائی اور ان کی حاجات کے لیے دُعا کی خیر فرمائی۔ حضور محمد بیان کرتے ہیں کہ بڑی جرات کر کے اپنا مدعا عرض کیا کہ حضور دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیاعطا فرمائے اور اسی حمل سے عطا فرمائے۔

۱۔ قلمی یادداشت صوفی عبدالرحمن قادری، چاک ۲۲ ضلع جھنگ صدر، محرمہ ۱۳۹۲ھ مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ یہ سوال سُن کر مُسکرا دیے۔ کیونکہ میں وہیاتی  
تھا اور مانگنے کا صحیح ڈھنگ نہ جانتا تھا۔ آپ نے تھوڑی دیر کے لیے توقف فرمایا  
پھر آپ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ، حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ، وسیلہ جلیلہ  
سے آپ کو اسی حمل سے بیٹا عطا فرمائے گا۔ اس کا نام مُحَمَّد رمضان رکھنا۔ اور  
وہ حافظِ قرآن ہوگا۔“

ایک عرصہ بعد حضور مُحَمَّد اپنے دوست صوفی عبدالرحمن کو ملا، اور بتایا کہ  
ماشاء اللہ مُحَمَّد رمضان اب قرآن مجید حفظ کرتا ہے اور پانچواں پارہ یاد کر رہا ہے۔  
اس طرح حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی کرامت سے مُحَمَّد رمضان  
اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ کے فرمان کے مطابق قرآن مجید کا  
حافظ بنے۔<sup>۱</sup>

مُحَمَّد فاروق حنفی غلہ منڈی چک جھمرہ، ضلع فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ بارہ  
سال کی عمر میں میرے ناخن کسی موذی مرض سے سیاہ ہو گئے نیز ناخنوں سے  
گوشت علیحدہ ہو گیا۔ اس کے لیے مروجہ تمام طریقہ ہائے علاج ایلوپتھی ہو میو پتھی  
اور یونانی معالجین سے علاج کروایا۔ کئی صاحبوں سے تعویذ کروائے دُم کروائے  
لیکن کوئی افادہ نہ ہوا۔ اُمید کی کوئی کرن نظر نہ آرہی تھی۔ ایک روز بندہ اپنے  
والد ماجد کے ہمراہ حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ کے حضور ملاقات کے لیے حاضر  
ہوا۔ دوران گفتگو بیماری کی بات ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

۱۔ قلمی یادداشت صوفی عبدالرحمن قادری، چک نمبر ۲۲۲ ضلع جھنگ صدر۔

” حکیم عمرو بن صاحب بھوانہ بازار والوں سے دوائی لیں :-

اس کے بعد خود دم فرمایا۔ حکیم صاحب میری نگاہ میں ایسے حاذق طبیب نہ تھے۔ لیکن آپ کے ارشاد کے مطابق ان کا علاج شروع کر دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ حضرت نے ان سے علاج کیسے شروع کروا دیا۔ اس دوران آپ دم بھی فرماتے رہے۔ بالآخر مجھے مکمل آرام آ گیا، میرا مرض جاتا رہا۔ آخر عتدہ یہ کھلا کہ آرام تو آپ کی دُعاؤں سے آ گیا ہے مگر آپ نے کمالِ اخفائے حال کے پیش نظر بظاہر طبیب کے علاج کا مشورہ دیا۔

صوفی احمد دین، مکان نمبر ۹۰۵ محلہ ہزاریاں بیرون دہلی گیٹ ملتان اپنے مکتوب میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی چند کرامات تحریر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۷۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۵۹ء کو میں فیصل آباد جامعہ رضویہ میں حاضر ہوا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ دارالافتاء میں مجھے اور سیال شریف سے آئے ایک اور مہمان کو کھانا کھلایا گیا۔ کھانے میں گوشت اور روٹی تھی۔ کھانے کے دوران میں نے خیال کیا کہ آج اگر میں گھر ہوتا تو حلوہ ضرور کھاتا۔ کھانا کھانے کے بعد میں خاموشی سے بازار چلا گیا اور ایک ہوٹل سے حلوہ کھایا۔ جب واپس آیا تو حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ سامنے موجود تھے۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کہاں گئے تھے؟ اب میرے لیے بتانا انتہائی مشکل ہو گیا۔ اگر سچ کہتا ہوں تو ندامت ہوتی ہے اور اگر جھوٹ بولتا ہوں تو آپ کی نگاہ بصیرت میرا پول کھول دیتی ہے۔ اس حیرانی

لے قلمی یادداشت محمد فاروق حنفی چک جھمرہ، محرمہ ۱۳۹۲ھ مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد

میں نے بات بنانے کے انداز میں عرض کیا، حضرت اخبار پڑھنے بازار گیا تھا۔ آپ نے میرا بازو پکڑا اور اپنے حجر، مبارکہ میں بٹھایا اور جلوہ کی ایک پلیٹ عطا فرمائی اور ساتھ ہی مجھے نصیحت آمیز انداز میں فرمایا، یونہی بازار میں گھومنا پھرنا مناسب نہیں۔ اب مجھے بڑی ندامت ہو رہی تھی کہ تو کتنا حرصیں ہے کہ آستانہ عالیہ کے عمدہ اور نفیس کھانے پر کیوں اکتفا نہ کیا مگر ساتھ ہی تعجب ہو رہا تھا، کہ میرے دل کی حرکات حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے مخفی نہیں۔

نائب صوبیدار (ریٹائرڈ) مختار احمد قادری رضوی سانگلہ بل ضلع شیخوپورہ مولانا محمد انور قادری رضوی خطیب الہور چھاؤنی، کی زبانی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ایک عجیب کرامت کا حال بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ کرامت کا صدور غیر عادی امور اور عقل کی رسائی سے بالا ہوتا ہے تاہم اس نوعیت کی کرامات کا وقوع اولیائے سابقین سے ہو چکا ہے۔ مولانا محمد انور قادری بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے دوران ان کے ذمہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو بوقت سحر وضو کرانا تھا۔ حسب معمول ایک سحر کو جب وہ آپ کے کمرے میں داخل ہوئے تو انتہائی خوفناک منظر سے دوچار ہوئے۔ دیکھا کہ آپ کے وجود مسعود کے اعضا جسمانی بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر نہایت تعجب و خوف کے مارے کمرے سے باہر آنے ہی والے تھے کہ کسی نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، ٹھہر جاؤ میں نے جب مڑ کر دیکھا تو کندھے پر ہاتھ رکھنے والے خود حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ تھے۔ آپ نے بسم کماں ہو

لے تلمی یادداشت صوفی احمد دین، ملتان، محترمہ ۱۳۹۲ھ مخزنہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔



کر مجھے تسلی دی جس سے میرا خوف دُور ہوا۔

مولانا محمد انور موصوف نے بیان کیا ایک مرتبہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے ہمراہ دربار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کی حاضری کے لیے آپ کے ہمراہ لاہور حاضر ہوا۔ (غالباً یہ واقعہ آپ کی علالت اور نقاہت کے ایام کا ہے) دربار حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے صحن سے باہر ایک اجنبی بزرگ حضرت سے بغل گیر ہوئے جن کا نورانی چہرہ نہایت تاباں تھا۔ بغل گیر ہونے کے بعد آپ وہیں سے واپس اسٹیشن کی طرف روانہ ہونے لگے۔ میں نے ہمت اور جرأت کر کے عرض کیا کہ حضور! مزارِ پُر انوار پر حاضری۔۔۔۔۔؟

آپ نے فرمایا، "جن سے ہم نے ملنا تھا ان سے ملاقات ہو گئی ہے۔" سرور کون و مکاں، نور رب جنات، باعث مکان و لامکاں، رحمت عالمیاں باعث تخلیق جہاں، سرور قلب و جہاں، شفیع مجرماں، تسکین مرصیاں، مختار دو جہاں، امام مُرسلاں، راحتِ قدسیاں، آقا و مولا حور و علماں، حضور پر نور شافع یوم النشور سید عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے معجزاتِ کریمہ میں برکتِ طعام کا معجزہ بار بار رونما ہوا۔ قلیل کھانے میں کثیر برکات رونما ہوئیں۔ ارباب سیر نے ان معجزات کو قوی اور صحیح اسناد سے کتب سیر میں جمع کیا ہے۔

سرکارِ سر بہر کار سرورِ انبیاءِ علیہم السلام کی کامل اتباع سے کھانے میں غیر معمولی برکت کے واقعات بطور کرامت اولیائے کاملین کی مبارک زندگیوں میں بھی

۱۔ قلمی روایت نائب صوبیدار مختار احمد، ساکنہ بل، محترمہ، ۲۰ رجب ۱۳۹۲ھ مخزومہ جامعہ ضوئینس آباد

ان کی برکتوں سے ظاہر ہوئے۔ ایسی ہی بے شمار کرامتیں سید المحدثین حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی حیات مبارکہ میں بھی ظاہر ہوئیں۔ اسی نوعیت کی چند کرامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

جناب مختار احمد قادری رضوی، سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز میری شادی کی تقریب میں سانگلہ ہل جلوہ افروز ہوئے۔ نکاح خوانی مولانا محمد عنایت اللہ خطیب سانگلہ ہل نے کی۔ انہوں نے نکاح خوانی میں لڑکی کا نام پوچھا۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ نے مسئلہ ارشاد فرمایا،

لڑکی کا نام پوچھنے یا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اتنا کہ دینا ہی کافی ہے کہ فلاں صاحب کی بڑی لڑکی یا منجھلی لڑکی وغیرہ، شادی کی تقریب میں بلائے ہوئے مہمانوں کے علاوہ علاقہ بھر کے عقیدت مند حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت کے لیے اُٹ آئے۔

زائرین کی کثرت کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ صحن اور گلی میں جگہ پُر ہو جانے کے باعث لوگ چھتوں پر چڑھ گئے تھے۔ خطرہ تھا کہ کہیں چھت ہی نہ گر جائے۔ مگر یہ خطرہ بھی ٹل گیا۔ اب دوسرا خطرہ یہ تھا کہ کھانا تو مدعوین کی تعداد کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ اب یہ کثیر تعداد کو کس طرح کفایت کرے گا۔ مگر مدعوین اور زائرین کے کھانا کھا چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ کھانا تو ابھی خاصی مقدار میں بچ گیا ہے۔ سبحان اللہ! یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی برکتوں سے قلیل کھانے میں کثیر برکت پیدا ہو گئی۔

سے قلمی یادداشت جناب مختار احمد قادری، سانگلہ ہل، محرمہ ۲۰۰۳ء، رجب ۱۳۲۴ھ، مخبرہ جامعہ ضویہ فیصل آباد

صوفی محمد لطیف ولد گلاب دین، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ ب سدھو پورہ فیصل آباد  
بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کو کھانے  
کی دعوت دی۔ حسب وعدہ آپ ہمارے ہاں تشریف فرما ہوئے۔ میں نے  
اندازاً چھ آدمیوں کا کھانا تیار کروا رکھا تھا۔ مگر آپ کی آمد کا سن کر عقیدت مند  
جمع ہوئے۔ میں نے کھانے کے انتظام اور آدمیوں کی کثرت کے باعث اپنے  
قلبی خطرات کا اظہار آپ سے کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا :

گھبرائیں نہیں۔ اللہ سبحانہ کا نام لے کر کھانا شروع کر دیں۔ جب کھانا  
شروع کیا تو اس وقت چالیس آدمی موجود تھے۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ جب  
سب حاضرین کھانا کھا چکے تو دیکھا کہ ابھی کھانا بچ گیا ہے۔ اس کے بعد وہی  
کھانا گھر والوں کے لیے بھی کافی تھا۔

موصوف صوفی محمد لطیف بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں ہماری مہینس آٹھ سیر  
دودھ دیتی تھی جس سے ہم لسی وغیرہ بنا لیتے تھے۔ مگر اس دعوت کے موقعہ  
چھ سیر دودھ مہانوں کی خدمت میں صرف ہوا۔ صرف دو سیر دودھ بچا جس  
سے وہی بنایا گیا۔ صبح کو جب میری بیوی نے لسی تیار کی اور مکھن نکالا تو حیران  
ہو گئی کہ دو سیر وہی سے آج اتنا ہی مکھن نکل آیا ہے جتنا اس سے پہلے آٹھ سیر  
دودھ سے نکلتا تھا۔ یہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت تھی۔

لاہور میں حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار پر انوار کی حاضری کے  
لیے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کثرت سے حاضر ہوتے۔ بعض اجباب

۱۔ قلمی یادداشت صوفی محمد لطیف، چک نمبر ۱۲۳ ج۔ ب محزرہ ۱۳۹۲ھ، مخزونہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

فیصل آباد سے ہمراہ ہوتے۔ ایک مرتبہ کی حاضری کے موقعہ پر ضوئی محمد عمر دراز قادی پُرانی غلہ منڈی فیصل آباد ساتھ تھے۔ وہی بیان کرتے ہیں کہ حاضری کے بعد حسب معمول آپ صحن میں جلوہ افروز ہوئے زائرین کی ایک تعداد آپ کے گرد جمع ہو گئی۔ آپ کے نورانی چہرہ کی زیارت کر رہی تھی۔ ساتھ ہی مسالین ہو رہے تھے کہ حضور داتا گنج بخش قدس سرہ کے مجاور تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت پیش کی۔ گھر میں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا :

”کچھ اجباب لائل پور سے میرے ساتھ آئے ہیں اور کچھ دوست یہاں اور بھی موجود ہیں۔ ان کو چھوڑ کر اکیلا کھانے کے لیے کیسے چلا جاؤں۔“  
انہوں نے عرض کی :

”حضور! میں نے آپ کی دعوت کی ہے۔ آپ اپنی مرضی سے جتنے اجباب کو ساتھ لے چلیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ حقیقت میں آپ ہی کا بندوبست ہے۔“

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہمراہ پندرہ سولہ آدمی بھی تھے۔ جب ان کے مکان پر پہنچے تو آپ نے کھانے پر دعائے خیر فرمائی۔ اس کے بعد وہی قلیل کھانا حاضرین کے لیے کافی ہو گیا بلکہ آپ کی برکت سے وہ کھانا بچ بھی گیا۔<sup>۱</sup>

مولانا غلام رشول رضوی شارح بخاری سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

۱۔ قلمی یادداشت ضوئی محمد عمر دراز، فیصل آباد، محرمہ ۹ ستمبر ۱۹۷۲ء مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

بیان کرتے ہیں کہ طالب علمی کے دور میں حضور پر نور نور علی نور منیع الانوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کے مسئلہ میں مجھے یک گونہ تشویش رہتی تھی۔ ذہن عقلی دلائل کی طرف راغب تھا۔ حضرات علمائے کرام کے بیان کردہ دلائل سے تسکین نہ ہو رہی تھی۔ ایک شب میں نے خواب میں حضور امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ساتھ وسیع میدان میں کھڑے دیکھا۔ اس اثنا میں خاموشی کا عالم تھا۔ اچانک ایک غیر متعارف شخص کو دیکھا کہ وہ بلند آواز میں کلام کر رہا ہے۔ تینوں حضرات آسمان میں مغرب کی سمت جاتے ہوئے چمکتے نظر آئے۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے آگے چودھویں رات کے بے غبار چاند سے زیادہ منور نظر آ رہے تھے۔

یہ سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بین کرامت تھی کہ مسئلہ نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں میری عقلی تشویش کو عینی مشاہدہ کروا کر دور فرما دیا۔ اس کے بعد اس مسئلہ میں نقلی اور عقلی دلائل اور براہین ساطعہ سے قلب مطمئن ہو گیا۔ ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔<sup>۱</sup>

موصوف مولانا غلام رسول اپنے تحریری بیان میں لکھتے ہیں کہ حضور سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر بلال کے بعد مجھے لاہور سے لائل پور منتقل ہونا پڑا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام فیصل آباد میں حدیث شریف صحاح ستہ

۱۔ قلمی یادداشت مولانا غلام رسول فیصل آباد، محرمہ ۱۳۹۲ھ، مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد۔

بوسہ دینے کے لیے حاضر ہوا۔ جب صحن مسجد سے گزر کر سرہانے کی طرف حاضر ہوا تو وہاں ایک بزرگ کو سر جھبکاتے کھڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے گرد مجمع ہر جھبکاتے کھڑا تھا۔ چاروں طرف لوگوں کی بھیر تھی۔ اس بندہ حقیر راقم کو خیال گزرا کہ حزب الاحناف لاہور کے شیخ الحدیث حضرت سید ابوالبرکات صاحب رحمہ اللہ علیہ اپنے شاگردوں اور مریدین کے ہمراہ سلام عرض کر رہے ہیں۔ راقم مجمع کو چیرتا ہوا جب ان بزرگ کے بالکل قریب پہنچا تو محسوس اور ادراک کیا کہ مزار پاک سے ایک ایسے نور کا آپ پر ورود ہو رہا ہے جس میں آپ مدہوش و مستغرق محوِ نظارہ جمال کھڑے ہیں۔ آپ کے بالکل قریب ہوتے ہی وہی انوار اس بندہ حقیر پر تقصیر راقم کے جسم پر بھی وارد ہو گئے۔ جسم یک دم رونی کے پھائے کی طرح ہلکا پھلکا ہو گیا۔ ہوش و حواس رخصت ہو گئے۔ سکر و جذب، محویت و استغراق طاری ہو گیا لذت و کیفیت اگر اس حالت کی بیان کی جائے تو علمائے ظاہر فتنہ کھڑا کر دیں راقم نہیں جانتا کہ آپ کے گرد جن مریدین اور شاگردوں کا مجمع تھا ان میں سے بھی کسی کو ان انوار و لذات کا ادراک تھا یا نہیں۔ لیکن یہ بندہ حقیر پر تقصیر چونکہ پہلے سے کچھ واقفیت رکھتا تھا، سمجھ چکا تھا کہ انتہائی بالائی مقام کا فیض ہے۔ اس لیے محوِ نظارہ جمال ہو کر لطف اندوز ہونے لگا۔ قلب پر رقت طاری ہو گئی۔ آنسو خود بخود ٹپک رہے تھے۔ جان و دل ایک عجیب و غریب ناقابل بیان لذت میں محو تھے۔ کافی دیر کے بعد وہ بزرگ اسی عالم میں آہستہ آہستہ واپس ہوئے۔ یہ راقم بھی لرزاں و خیزاں اُن کے پیچھے پیچھے صحن مسجد کی طرف چلا۔ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ حزب الاحناف لاہور کے شیخ الحدیث جناب

کی تدریس میرے سپرد ہوئی۔ ان دنوں جامعہ رضویہ کے مہتمم و صد حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول چھوٹی عمر کے باوجود حوادث سے دوچار تھے۔ مغرب ہوائیں فضا کو مکدر بنا رہی تھیں۔ اغیار کی مخالفت اور اپنوں کی چیرہ دستیوں سے آپ کے قوی مضمحل ہو رہے تھے۔ ہر سو پریشانی ہی پریشانی نظر آتی تھی۔ مستقبل محدوش ہو رہا تھا۔ ان ایام میں مجھے سرور کائنات راحتِ قلب و سینہ سرکارِ

مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضور سیدی محدثِ اعظم قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس مرتبہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموش تشریف فرما تھے۔ گفتگو حضور سیدی محدثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی فرما رہے تھے۔ دورانِ گفتگو حضور سیدی محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ”فضل رسول کا کیا حال ہے۔“ میں نے کچھ موجود پریشانی کا ذکر کیا۔

اس خواب کے بعد جلد ہی حالات تبدیل ہونے لگے۔ خوشگوار انقلاب آیا اور تمام راہیں ہموار ہو گئیں، مخالفتیں دب گئیں اور اطمینان نصیب ہوا۔ حضور سیدی محدثِ اعظم قدس سرہ کے وصال کے بعد کے یہ تصرفات اور اپنوں کی دستگیری آپ کی واضح کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے روبرو اگر کوئی شخص آپ کی کوئی کرامت بیان کرتا تو آپ اس پر مہابات نہ فرماتے بلکہ تبسم فرما کر اس کا کوئی محل بیان فرما دیتے۔ جس سے حاضرین کوئی تعبیر سمجھ لیتے۔ اسی نوعیت کی ایک کرامت اور اسکی تعبیر مولانا علامہ غلام رسول رضوی فیصل آبادی بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ خواب میں میں نے دیکھا کہ حضرت محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اپنے دارالکتب میں چار زانو تشریف فرما ہیں اور سرورِ کائنات باعثِ کون و  
مکان امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی گود میں سر مبارک  
رکھے آرام فرما رہے ہیں۔ سیدی محدث اعظم آپ کی پیاری پیاری آنکھوں میں سلائی  
نُرمہ سے نُرمہ لگا رہے ہیں۔ میں نے اس مبارک خواب کو کسی وقت نہ کر لیا تو ذمہ  
اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم سے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
کو ہمارے ہاتھوں ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ ہماری دینی خدمات سے آپ کی آنکھیں  
ٹھنڈی ہوتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم سے راحت ملتی ہے۔  
اولیاء اللہ کی کرامت سے بگڑی بنتی ہے، بنی ہوئی سنورتی ہے اور بعض  
اوقات اس کے ثمرات سے ایک جہاں بہرہ ور ہوتا ہے۔ اسی نوعیت کی  
کرامات سے جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور کا قیام ہے۔ اب  
یہ مدرسہ اپنی تعلیمی اور اشاعتی خدمات میں برصغیر کے نمایاں مدرسوں میں شمار  
ہوتا ہے۔ اتفاق سے اس کی بنیاد سے لے کر آج تک آپ کے تلامذہ نے  
اس کی علمی و تدریسی خدمات میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے  
کہ یہ مدرسہ آپ کے فیضانِ علمی کا وارث اور منظر ہے تو بجا ہوگا۔ اس مدرسہ  
کی بنیاد حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی کرامت ہے۔ جسے مولانا علامہ  
غلام رسول رضوی بانی و مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ یوں بیان کرتے ہیں :

میں لاہور میں دارالعلوم حزب الاحناف میں مدرس تھا۔ اس وقت یہ  
مدرسہ اندرون دہلی دروازہ تھا۔ اور وہیں کراہیہ کے ایک مکان میں میری اقامت

۱۔ قلمی یادداشت مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد، محرمہ ۱۳۹۲ھ، مخزنہ جامعہ رضویہ منظر اسلام  
(فیصل آباد)۔



تھی۔ ان دنوں حضرت محدثِ اعظم، حضور و آماجِ بخشِ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزارِ پُر انوار پر فاتحہ کے لیے آئے۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر اسٹیشن کی طرف تانگہ پر تشریف لے جا رہے تھے۔ جب لوہاری دروازہ کے قریب سے گزرے تو فرمایا :

”یہاں ایک رضوی مدرسہ بڑا موزوں ہے۔“

میں نے سنا تو سہی مگر چنداں التفات نہ کی۔ کیونکہ اس علاقہ میں نہ تو میں امام و خطیب تھا، نہ رہائش کا کوئی انتظام۔ اس علاقہ کے کسی شخص سے تعارف بھی نہ تھا۔ میرے لیے اس علاقہ میں سوائے اجنبیت کے اور کچھ نہ تھا۔ ان اسباب کی بنا پر آپ کے فرمان پر میں پوری سنجیدگی سے غور نہ کر سکا۔

اتفاق سے چند روز بعد اندرون لوہاری دروازہ محلہ خراسیاں کی جامع مسجد کی امامت و خطابت میرے سپرد ہوئی۔ اس مسجد کے جنوب میں ایک مٹرو کہ جگہ بے کار پڑی تھی۔ حضرت موصوف کے ارشاد اور اشارہ پر عنکبوت نسیاں جالاتن چکی تھی۔ ایک شب خواب میں حضور امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس مٹرو کہ جگہ تشریف فرما دیکھا اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عقب میں متواضع دیکھا۔ اسی دوران جگہ کے ایک حصہ میں کسی دوسرے موقعہ پر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عربی میں اپنے آپ کو گفتگو کرتے دیکھا۔ اس اثنا میں بھی قطعاً مدرسہ کا خیال نہ تھا۔ پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ خیال آیا کہ یہاں دینی مدرسہ قائم ہونا چاہیے۔ یہ ارادہ مصمم کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب بھی مہیا فرما دیے اور معمولی مزاحمت کے بعد غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ویران جگہ علمی مرکز میں تبدیل ہو کر جامعہ نظامیہ رضویہ

سہ جل جلالہ

کے نام سے موسوم ہوئی۔ گذشتہ حالات اور حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ کے ارشاد کی روشنی میں یہ عقدہ حل ہوا کہ جامعہ نظامیہ رضویہ آپ کی غیر فانی کرامت ہے، جناب مختار احمد قادری رضوی، سائیکل بل، ضلع شیخوپورہ اپنے ایک مشاہدہ کو بیان کرتے ہیں جس میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی حاضر جوابی کے ساتھ ساتھ آپ کی علمی کرامت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف نمایاں ہے۔ موصوف لکھتے ہیں :

ایک مرتبہ حضور محدثِ اعظم دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ بندہ بھی وہاں حاضر تھا۔ حضور نے دورانِ دورہ حدیث فرمایا :

”ایک مرتبہ ایک مجلس میں کچھ دیوبندی ”مالوی“ آگئے۔ (مالوہ، بھارت کا ایک شہر ہے اس کی طرف نسبت کے حوالہ سے آپ دیوبندی مولویوں کو مالوی کہا کرتے تھے) ان میں ایک مالوی نے صفت کا تنکا توڑا اور پھر اس کے بھی ٹکڑے کر دیے۔ ان ٹکڑوں میں ایک ٹکڑا پکڑ کر وہ میرے سامنے کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا بھی علم ہے؟

گویا وہ اپنے طور پر حضور انور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم وسیع پر اعتراض کر رہا تھا۔ حضرت قبلہ شیخ الحدیث قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ سوال سن کر مجھے کچھ توقف ہوا کہ ایسا سوال اس سے پہلے میرے سامنے نہیں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اعلیٰ حضرت

۱۔ قلمی یادداشت مولانا غلام رسول رضوی، فیصل آباد۔ مخزونہ جامعہ رضویہ، منظر اسلام فیصل آباد۔

عظیم البرکت الشاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی طرف توجہ کی۔ آپ کی برکت اور تصرف سے میرے دل میں معایہ القا ہوا کہ اس مالومی سے یہ پوچھو کہ اس تنکے کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہے یا نہیں۔“ میں نے ایسا ہی الزامی اعتراض اس پر قائم کیا۔ تو وہ مہسوت ہو گیا۔ نہایت شرمندہ ہو کر اٹھ گیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی طرف توجہ کرنے پر جو مفہوم آپ کے دل میں القا ہوا وہ ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ ”سوائے سرکش انسانوں اور جنوں کے دنیا کی ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔“ حدیث مبارک کے کلمات یوں ہیں :

قال ما بین السماء والارض شی الا یعلم انی رسول اللہ الاعاصی الجن والانس - ۲۵

اس حدیث کو ثعلبہ بن مالک جابر بن عبد اللہ، یعلیٰ بن مرہ اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

مولانا فیض احمد قادری، منڈی فتح پور تحصیل لیہ ضلع مظفر گڑھ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ایک کرامت بیان کرتے ہیں۔ اس کرامت کا ظہور آپ کے وصال کے بعد ہوا۔ چونکہ اس کا تعلق ایک حدیث شریف کے کلمات سے متعلق ہے اس لیے بڑی دلچسپی اور لطیف ہے۔ مولانا موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں جامع مسجد

۱۔ قلمی یادداشت مختار احمد رضوی سانگلہ - محررہ ۳۰ رجب ۱۳۹۳ھ مخزنہ جامعہ رضویہ مظفر گڑھ ضلع فیصل آباد۔  
۲۔ کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جلد اول، ص ۲۱۲ -

چوک اعظم کے متصل ایک کمرے میں موجود تھا۔ میرے پاس ڈاکٹر نور محمد صدر  
انجمن فدا یان رسول (علی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چوک اعظم، موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب  
صوم و صلوة کے پابند اور پابندِ شرع ہیں۔ ان کے پاس ایک مہمان آئے ہوئے تھے۔ ان  
کا نام یاد نہیں رہا۔ البتہ ان کو سیکرٹری صاحب کہتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ  
ہم چونکہ محدث اعظم رضی اللہ عنہ کی ظاہری زندگی میں آپ کی زیارت نہ کر سکے۔  
آپ کے وصال کے بعد لائل پور جانے کا اتفاق ہوا اور مزار پر انوار کی زیارت  
سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان دنوں اخبارات میں ایک بحث چل رہی تھی کہ:  
”اطلبوا العلم ولو بالصین“

حدیث نہیں ہے۔ میرے ایک ساتھی جن کو کشف قبور حاصل تھا ہمراہ تھے  
میں نے ان سے کہا کہ محدث اعظم کے حضور حاضر ہیں۔ اس حدیث کے بارے  
میں ان سے دریافت کرو۔ مراقبہ میں ان کو حضرت محدث اعظم نے بتایا کہ یہ حدیث  
ہے۔ لیکن قدرے الفاظ میں تبدیلی ہے۔ میں نے دوبارہ کہا کہ حضرت سے دریافت  
کریں کہ حدیث کے اصل کلمات کیا ہیں۔ آپ نے مراقبہ میں ارشاد فرمایا کہ چونکہ  
محدثین نے یہ کلمات ویسے ہی بیان کیے ہیں ان کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے  
وہ الفاظ نہیں بتائے۔<sup>۱</sup>

مولانا فیض احمد قادری بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں میں پبلسٹی کالونی اے بلاک  
فیصل آباد کی قادری مسجد میں خطیب تھا۔ یہ وہی ایام ہیں جن میں حضرت محدث  
اعظم قدس سرہ علیل تھے۔ ناچیز ایک روز زیارت کے لیے آپ کی رہائش پر

۱۔ قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری پنڈی فتح پور، محرمہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۲ء مخزنہ جامعہ رضویہ  
(فیصل آباد)

حاضر ہوا۔ میرے ہاتھ میں دُسی کتاب نُورِ الا نوار تھی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد یہ کتاب میں نے دوبارہ پڑھنی شروع کر رکھی تھی۔ تاکہ درسی کتابوں کی تدریس آسان ہو جائے۔ حضرت محدثِ اعظم قدس سرہ نے دریافت فرمایا :

”آج کل کیا کرتے ہو۔“

عرض کیا حضور پڑھتا ہوں۔

ارشاد فرمایا :

”ارے بندۂ خدا! پڑھاؤ“

میں نے دل میں یہ خیال کیا کہ حضرت صاحبِ ایسے ہی فرما دیتے ہیں۔ مجھ میں پڑھانے کی استعداد کہاں۔ لیکن آپ کے ارشاد ”پڑھاؤ“ کا یہ اثر اور تصرف ہوا کہ جو کتابیں پڑھی تھیں اور ان کے پڑھانے کی استعداد نہ تھی، پڑھانے کی استعداد آگئی۔ اب علاقہ تحصیل فتح پور میں دارالعلوم حسینیہ رضویہ ادارہ قائم کیا ہے اس میں تدریس کا کام بھی کرتا ہوں۔

یہی مولانا فیض احمد اپنی طالب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے عیاں ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ بعلطائے الہی آئندہ کے حالات سے باخبر تھے۔ اور اشارات و کنایات میں دوسروں کو بھی خبردار کرتے۔ مولانا موصوف کا بیان اس طرح ہے کہ :

جن دنوں بندہ مشکوٰۃ شریف، ملاسن اور دیگر فنون کی کتابیں پڑھتا تھا، حضور آقائے نعمت سیدی و مرشدی قبلہ محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے مجھے

لے قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی فتح پور (ایتہ)، محرمہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۴ء مخزنہ جامعہ رضویہ فیصل آباد

بلا یا اور دریافت فرمایا :

”کیا پڑھتے ہو؟“

میں نے مشکوٰۃ شریف کا نام لیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا :

”دورہ حدیث میں شامل ہو جاؤ۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیثیں صحاح ستہ میں آ

جائیں گی۔ اور فنون کی دوسری کتابیں بعد میں نکال لینا۔“

میں دورہ حدیث میں شامل ہو گیا۔ بعد کے حالات نے ثابت کیا کہ یہ آخری

دورہ حدیث تھا جو حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔

آپ نے مجھے اس آخری دورہ میں شامل فرما کر حسرتوں سے نجات دی۔

ورنہ ساری عمر اس دورہ حدیث میں شامل نہ ہونے کی حسرتیں تڑپاتیں۔

ماسٹر غلام حسین، پکا کھوہ، فیصل آباد، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ سے

اپنی بیعت کا واقعہ یوں سناتے ہیں کہ ۱۹۵۲ء میں جب میں محکمہ بجلی میں ملازم

ہو کر لائل پور متعین ہوا۔ جمعہ کی نماز اکثر کچہری بازار والی جامع مسجد میں ادا کرتا

تھا۔ بعد میں ایک دوست کے ہمراہ حضرت شیخ الحدیث کی تقریر پر تنویر سنی۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبا ہوا بیان سن کر دل کی یہ کیفیت ہو گئی

کہ آئندہ کے لیے آپ کے پیچھے جمعہ ادا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وقت گزرنے کے

ساتھ ساتھ آپ کی محبت دل میں بڑھتی گئی۔ جمعہ کے علاوہ گاہے گاہے بعد

عصر مجلس عام میں حاضر ہونے لگا۔ لیکن ابھی تک مکمل تعارف نہ کروا سکا۔

اتفاق سے ان دنوں ہمارے دفتر واقع گجراتی میں شاہی مسجد میں پانی کی

۱۔ قلمی یادداشت مولانا فیض احمد قادری، پنڈی فتح پور، محرمہ ۱۹ نومبر ۱۹۷۲ء، مخزنہ جامعہ رضویہ منظر سلام،  
(فیصل آباد)۔

پسلائی کے لیے بجلی کی موٹر کا کنکشن لاہور سے منظور ہو کر آیا۔ اس منظوری کو لے کر میں حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت مسکراتے تعارف ہوا۔ اب روزانہ حاضری کی نوبت آگئی۔ مگر ابھی تک بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ ایک بار دل میں شیطانی دوسے پیدا ہونے لگے۔ آخر ایک رات درود تاج شریف کا ورد کر کے سو گیا مگر قسمت بیدار ہو گئی۔ حضور آقا سے نامدار فخر موجودات، سرور کائنات، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ آپ نے مجھے وضو کرنے کی ہدایت فرمائی۔ بعد میں تلاوت قرآن مجید کا ارشاد فرمایا بعد ازاں آپ نے حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

”جھنگ بازار والی ہستی کا دامن نہ چھوڑنا۔“

صبح ہوئی، میں حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ کے حضور حاضر ہوا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا :

”رات کیسے گزری“

میں نے عرض کی باطن میں تو آپ سے بیعت ہو چکا ہوں اب صرف ظاہری آداب پورے کرنے باقی ہیں۔ کرم فرمائیے اور مجھے اپنے غلاموں میں شامل فرمائیے۔ اس کے بعد آپ نے مجھے شرف بیعت عطا فرمایا۔

ماسٹر غلام حسین مذکور، حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی ایک کرامت کا ذکر یوں کرتے ہیں :

۱۔ قلمی یادداشت ماسٹر غلام حسین، پکا کھوہ، فیصل آباد، محرمہ ۲۲، نومبر ۱۹۷۲ء، مخزنہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

ایک روز بھوانہ بازار (فیصل آباد) میں ایک ریڑھی پر بیٹھا (ایک پھل نظر آئے۔ چونکہ اس پھل کو میں بہت پسند کرتا ہوں، جی میں آیا کہ دو تین بیٹھے خرید لوں مگر اس وقت جیب بالکل خالی تھی۔ اسی ناکمل آرزو کے ہمراہ حضرت محدث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نماز عصر سے نماز مغرب تک حاضری رہی۔ نماز مغرب کے لیے مجلس برخاست ہونے لگی، تو آپ نے فرمایا :

”غلام لیلین ذرا ٹھہر جانا“

جب تمام اجاب تشریف لے گئے تو آپ نے دو بیٹھے مجھے عنایت فرمائے اور فرمایا، ”خود ہی کھا لینا۔“

اس طرح حضرت نے میرے قلبی کیفیات اور احساسات پر مطلع ہو کر تسکین قلب کا سامان ہم پہنچا دیا۔ یہی ذرہ نوازی ہے جو اکابر اولیاء اللہ کا طرہ امتیاز ہے۔ اولیائے کاملین کی نظر لوگوں کی جیب پر نہیں ہوتی وہ محتاجوں بکیسوں کی نذر قبول نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات ان کی مالی اعانت بھی کرتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ ایک ولی کامل تھے۔ آپ کی سیرت میں ایسے واقعات بارہا مشاہدہ میں آئے۔ اسی نوعیت کا ایک واقعہ جناب غلام لیلین پکا کھوہ، فیصل آباد سناتے ہیں :

ایک مرتبہ میں حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ حاضرین اپنی استطاعت کے مطابق آپ کی خدمت میں نذر پیش کرتے رہے۔ اس وقت میری جیب میں صرف پانچ روپے کا نوٹ تھا، اور انہی دنوں مجھے اپنے

۱۔ رحمۃ اللہ علیہ - ۲۵ قلمی یادداشت ماسٹر غلام لیلین، پکا کھوہ، فیصل آباد، محرمہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۲ء  
مخزونہ جامعہ رضویہ، فیصل آباد۔



گھر بھی آنا تھا۔ اب میں اس کش مکش میں تھا کہ اگر نوٹ نذر میں پیش کرتا ہوں تو گھر آنے کا کرایہ کہاں سے لاؤں۔ اور اگر نوٹ پیش کر کے یہ عرض کروں کہ حضور ایک روپیہ نذر ہے بقیہ چار روپے مجھے واپس کر دیں تو یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا کچھ پیش کیے بغیر واپس چلا آیا۔ جب شاہی مسجد کے دروازہ پر پہنچا تو جیب سے پانچ روپے کا نوٹ غائب تھا۔ چار و ناچار واپس حاضر ہوا۔ حضرت مسکرائے اور فرمانے لگے :

” غلام حسین! کیا معاملہ ہے، واپس آگئے ہو۔“

میں خاموش بیٹھا رہا۔ اچانک جب نگاہ دوبارہ اپنی جیب کی طرف گئی تو وہی نوٹ موجود پایا۔ اب میں نے ندامت کے ساتھ وہ نوٹ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے واپس لوٹاتے ہوئے فرمایا :

” گھبرایا نہیں کرتے۔“ لے

رِضْوَانُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

# شان رسول

حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خانیوال میں جلد ۱۰۰ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر تقریر فرمائی جو ہفت روزہ مبصر کی جلد ۳۱۳ شمارہ نمبر ۱-۲۲ اپریل ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی جس کو ہم شان رسول بزبان فنائی الرسول کے عنوان سے رسالہ کی شکل میں پیش کر رہے ہیں۔

از تبرکات

محدث اعظم حضرت علامہ مولانا ابوالفضل محمد درار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

واحد تقسیم کار

سنی رضوی کتب خانہ

بالمقابل بڑا قبرستان، گلشن کالونی فیصل آباد

# پہلی کتاب

پر

ببین احادیث

او

منکرین پر سب سے اعتراضات

از تبرکات

محدث اعظم حضرت علامہ مولانا  
ابوالفضل محمد سرار احمد رحمۃ علیہ

فقیر اعظم حضرت علامہ مولانا  
ابوبکر محمد شریف صاحب رحمۃ علیہ

ناشر:- سنی رضوی کتب خانہ  
گلشن کالونی  
فیصل آباد،

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا  
جب نہ خدا ہی چھپا، کتم پہ کروڑوں دُرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف پر محقر اور  
جامع رسالہ

# علم مصطفیٰ

از افادات

پاسبان مسک رضا، مجتہد ملت حضرت علامہ مولانا

اکلج اُوداؤد محمد صادق صاحب

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

ملنے کا پتہ:- سنی رضوی کتب خانہ

مرکزی سنی رضوی جامع مسجد حبیب بازار فیصل آباد،  
جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام گلشن کالونی نرطوالا روڈ فیصل آباد

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ



# توحید رسالت کا مفہوم کلمہ طیبہ کی باروشنی میں

از افادات

بئراں المحدثین امام المتکلمین شیخ الحدیث ابوالفضل محمد سرور احمد قادری صاحب مدظلہ العالی

بیرالایت حضرت صاحبزادہ مولانا ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدری مدظلہ العالی



ناشر: سنی رضوی کتب خانہ جامعہ شیخ الحدیث منظر سلیمان

گلشن کالونی نژوالاروڈ فیصل آباد فون ۶۲۸۳۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# حقیقت کی تلاش

تحریر

محمد نجم مصطفیٰ اعجازی

کاپی ملنے

سنی رضوی کتب خانہ

جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام بالمقابل بڑا قبرستان گلشن کالونی  
نڑوالا روڈ۔ فیصل آباد ○ ہدیہ - ۲۰ روپے

نطق الہدال بارخ لا الیہ والوصول

۱۳۱۷ھ  
امام الابیہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی

یا رخ و لاک باسعات و وول مبارک

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تقدیم:

تخریج:

مولانا محمد جلال الدین قادری © پروفیسر محمد سعید احمد

سنی رضوی کتب خانہ

گلشن کالونی ۰ فیصل آباد۔

# ضروری اعلان

حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں سے  
ایمان ہے کہ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات  
کے بارے میں اگر کسی دوست کے پاس مواد ہو تو مندرجہ ذیل پتے پر

ارسال فرمائیے

محسب باغ علی رضوی

جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام

ٹرڈ والاروڈ - گلشن کالونی

فیصل آباد

فون 628319





اعلیٰ حضرت امام اہلسنت  
امام الشاہ احمد رضا خان  
سرمدی  
رحمۃ اللہ علیہ

کا ترجمہ قرآن المعرف

کتابخانه اسلامیہ

علمائے اہلسنت کی کتب خریدنے کیلئے تشریف لائیں

سنی رضوی کتب خانہ

جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام - گلشن کالونی نرطوالاروڈ  
بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد فون ۶۲۸۳۱۹

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت  
امام الشاہ احمد رضا خان  
سرمدی  
رحمۃ اللہ علیہ

کا ترجمہ قرآن المعرف

کتاب الاکمال

علمائے اہلسنت کی کتب خریدنے کیلئے تشریف لائیں،

سنی رضوی کتب خانہ

جامعہ شیخ الحدیث منظر اسلام - گلشن کالونی نرطوالاروڈ  
بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد فون ۶۲۸۳۱۹